03

ماہنامہ

موازنۂ مذاہب

ISSN 2049 1131

جلد 14 شمارہ 03 امان 1404 ہجری شمسی، رمضان 1446 ہجری قمری بمطابق مارچ 2025ء

اس شمارہ میں

- آخرین کے لفظ پر غور کرو
- سورۃ جمعہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ
- تعارف کتاب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام: ''فتح اسلام''
- عصر جدید کے مسائل کا حل اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام
- حضرت مسیح ناصریؑ کی آمد ثانی، اناجیل اور بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام
- ایک مشہور دہریہ Richard Dawkins کے اعتراضات کے جواب

Editor
Mahfooz Ur Rehman

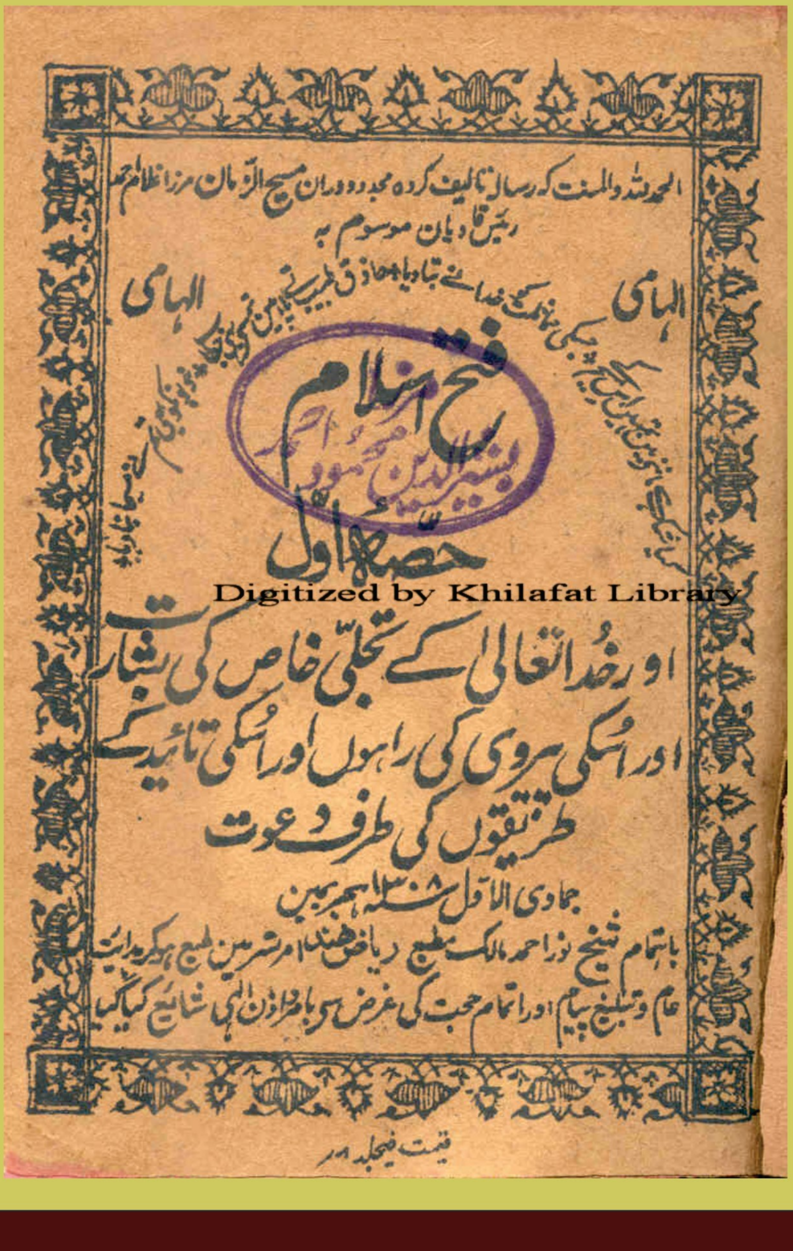
الحمد للہ والمنت کہ رسالہ تالیف کردہ مجدد دوران مسیح الزمان مرزا غلام احمد
رئیس قادیان موسوم بہ

الہامی الہامی

فتح اسلام

حصہ اول

Digitized by Khilafat Library

اور خدا تعالیٰ کے تجلّیِ خاص کی بشارت
اور اُسکی پیروی کی راہوں اور اُسکی تائید کے
طریقوں کی طرف دعوت

جمادی الاوّل ۱۳۰۸ ہجریہ میں

باہتمام شیخ نور احمد مالک مطبع ریاض ہند امرتسر میں طبع ہو کر بہدایت
عام و تبلیغ پیام اور اتمام حجت کی غرض سے باذن الٰہی شائع کیا گیا

قیمت فی مجلد ۸/

تفصیلی مضمون کے لئے دیکھیں رسالہ کا صفحہ نمبر 30

ماہنامہ موازنۂ مذاہب

جلد **14** شمارہ **03** امان **1404** ھجری شمسی، رمضان **1446** ھجری قمری بمطابق **مارچ** 2025ء

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	اداریہ؛ یارو! مسیحِ وقت کہ تھی جن کی انتظار: مدیر کے قلم سے	2
2	ارشاد باری تعالیٰ : آخرین کے لفظ میں فکر کرو	4
3	ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم : جب تم اس کو دیکھو تو اس کی بیعت کرو کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے	9
4	دوسری قوموں کے بزرگوں کو عزت سے یاد کرو: امام الکلام	11
5	کلام الامام؛سورۃ جمعہ اور حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ: امام جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز	13
6	سیرت النبی ﷺ؛رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اور ذاتی قوت قدسی: از افاضات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ	25
7	تعارف کتاب حضرت اقدس مسیح موعودؑ؛ ’’فتح اسلام‘‘ : اے۔ ولیم	30
8	پرنٹنگ پریس کی ایجاد سے پہلے بائبل کے قلمی نسخوں میں ہونے والی ایک غلطی؛Parablepsis: ایم۔ ناصر	42
9	مختلف مذاہب میں روزہ کا تصور : ایچ۔ ایم۔ ظفر	44
10	جین مت میں روزہ: ابن شاکر	53
11	عصر جدید کے مسائل اور ان کا حل اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام : اواب سعد حیات	58
12	حضرت مسیح ناصریؑ کی آمد ثانی، اناجیل اور بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام : اے۔ آر۔ سدھو	73
13	ردّ دہریت؛Richard Dawkins کے اعتراضات کے جواب؛ ایک ہی خالق ہے اور وہی کنٹرولر بھی ہے: وسیمہ اُپل (آسٹریلیا)	88

پبلشرز : Additional Wakalat Tasneef

Unit 3, Bourne Mill Business Park,
Guildford Road, Farnham, GU9 9PS UK

office@tasneef.co.uk

رسالہ کے حصول کے لئے اس کے پبلشر سے مندرجہ بالا ایڈریس پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

اداریہ:

یارو! مسیح وقت کہ تھی جن کی انتظار

مدیر کے قلم سے

حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اپنے صحابہؓ کے درمیان تشریف فرما تھے کہ سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ اس نازل ہونے والی سورۃ کی درج ذیل آیات خاص طور پر صحابہؓ کے لئے باعث اشتیاق تھیں۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۔(سورۃ الجمعۃ: 4,3)

وہی خدا ہے، جس نے ایک ان پڑھ قوم کی طرف اُسی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا (جو باوجود ان پڑھ ہونے کے) اُن کو خدا کے احکام سناتا ہے، اور اُن کو پاک کرتا ہے اور اُن کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے۔ اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی (وہ اس کو بھیجے گا) جو ابھی تک اُن سے ملی نہیں اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

اسی لئے صحابہؓ نے بے اختیار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ﷺ!! وہ خوش نصیب کون ہیں جن میں آپؐ کی دوبارہ گویا بعثت ہوگی۔ بخاری میں موجو یہ روایت اس طرح ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْجُمُعَةِ: وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتَّى سَأَلَ ثَلَاثًا وَفِينَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، وَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ، ثُمَّ قَالَ: لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا، لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ۔ (صحیح البخاری کتاب التفسیر، سورۃ الجمعۃ باب قولہ: وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ حدیث 4897)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؐ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی، اور اس کی یہ آیت وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ اس کے متعلق میں نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں۔ آپؐ نے اس کا جواب نہ دیا، یہاں تک کہ تین مرتبہ عرض کیا، اور اس وقت ہمارے ساتھ حضرت سلمان فارسیؓ بھی موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اُن پر رکھا پھر فرمایا: اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی چلا گیا تو ان میں سے ایک شخص یا فرمایا کئی لوگ، اس کو واپس لے آئیں گے۔

اس مختصر سی بات میں معارف و معلومات کا ایک سمندر بند کر دیا گیا، آپ ﷺ نے اس آنے والے موعود کے بارہ میں یہ بھی بتادیا کہ اس کا حسب و نسب اور علاقہ کون سا ہو گا، یہ بھی بتادیا گیا کہ اس کی آمد کا زمانہ اور اسکی علامات کیا کیا ہوں گی اور اس آنے والے کا مقام و مرتبہ بھی بتادیا کہ گو میں خود نہیں ہوں گا لیکن اس کا آنا گویا میرا ہی آنا ہو گا۔

قارئین کرام یہ وہی منتظر امام تھا کہ جس کو کبھی مسیح ابن مریم کا نام دیا گیا، کبھی امام مہدی کا، اور ہر مذہب و ملت جو اس زمانے میں کسی موعود کا انتظار کر رہی تھی یہ وہی موعودِ اقوامِ عالَم تھا۔ اپنے اپنے وقت کے خدا رسیدہ بزرگوں نے اس موعود وجود کا زمانہ بھی بتادیا تھا کہ وہ چودھویں صدی میں ظاہر ہو گا۔ کیونکہ اس آنے والے کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جب وہ آئے تو میرا "سلام" اس کو کہنا اور اگر برف کے پہاڑوں پر بھی چل کر جانا پڑے تو ضرور جانا اور اس کی بیعت کرنا۔

نبیٔ آخر الزمان کے ارشاد مبارک کی تعمیل میں خاص طور پر امت محمدؐیہ کے افراد اس کی انتظار میں راہ تکتے رہے اور جب چودھویں صدی کا آغاز ہونے کو تھا تو لوگ اس کا انتظار کرتے کرتے دن گزار دیا کرتے اور رات کو جب سوتے تو اس امید میں کہ شاید صبح وہ آ چکا ہو گا۔ اور جب وہ فوت ہونے لگتے تو اپنی اولاد کو یہ وصیت اور نصیحت کر کے جاتے کہ ہماری طرف سے اس موعود امام کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام عرض کرنا۔ اور آخر وہ وقت آگیا کہ خدا نے اس کو مبعوث کیا۔

ہندوستان کی ایک بستی قادیان میں وہ آیا، اس کا نام مرزا غلام احمد تھا۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام، اور اس نے 23 مارچ 1889ء کو اعلان کیا کہ وہ موعودِ اقوامِ عالم مَیں ہی ہوں اور آؤ اور میرے ہاتھ پر بیعت کرو۔ آپؑ نے فرمایا:

"اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجالاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گزر گئے اور بیشمار روحیں اُس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں وہ وقت تم نے پالیا۔ اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اُٹھانا یا نہ اُٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میں اس کو بار بار بیان کروں گا اور اِس کے اظہار سے مَیں رُک نہیں سکتا کہ **مَیں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا** تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔" (فتح اسلام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 8,7)

یارو! مسیحِ وقت کہ تھی جن کی انتظار — رہ تکتے تکتے جن کی کروڑوں ہی مر گئے
آئے بھی اور آکے چلے بھی گئے وہ آہ! — ایّامِ سعد اُن کے بسُرعت گزر گئے...
پر تم یُونہی پڑے رہے غفلت میں خواب کی — دیکھا نہ آنکھ کھول کے ساتھی کدھر گئے ...
سُونگھی نہ بُوئے خوش نہ ہوئی دیدِ گُل نصیب — افسوس دن بہار کے یونہی گزر گئے

(کلام حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کلام محمود صفحہ 121)

آخرین کے لفظ میں فکر کرو

ارشاد باری تعالیٰ

هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیۡهِمۡ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ ٭ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۔ وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ ؕ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۔ (سورۃ الجمعۃ: 4,3)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”وہ رحیم خدا وہ خدا ہے جس نے اُمیوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے اگرچہ وہ پہلے اس سے صریح گمراہ تھے اور ایسا ہی وہ رسول جو ان کی تربیت کررہا ہے ایک دوسرے گروہ کی بھی تربیت کرے گا جو انہیں میں سے ہو جائیں گے اور انہیں کے کمالات پیدا کرلیں گے۔ مگر ابھی وہ ان سے ملے نہیں اور خدا غالب ہے اور حکمت والا۔“

اس جگہ یہ نکتہ یاد رہے کہ آیت وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ میں اٰخَرِیۡنَ کا لفظ مفعول کے محل پر واقع ہے گویا تمام آیت معہ اپنے الفاظ مقدرہ کے یوں ہے: هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیۡهِمۡ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ وَیُعَلِّمُ الۡاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ یعنی ہمارے خالص اور کامل بندے بجز صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور بھی ہیں جن کا گروہ کثیر آخری زمانہ میں پیدا ہوگا۔ اور جیسی نبی ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت فرمائی ایسا ہی آنحضرت ﷺ اس گروہ کی بھی باطنی طور پر تربیت فرمائیں گے یعنی وہ لوگ ایسے زمانہ میں آئیں گے کہ جس زمانہ میں ظاہری افادہ اور استفادہ کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔ اور مذہب اسلام بہت سی

غلطیوں اور بدعتوں سے پُر ہو جائے گا اور فقرا کے دلوں سے بھی باطنی روشنی جاتی رہے گی۔ تب خدا تعالیٰ کسی نفس سعید کو بغیر وسیلہ ظاہری سلسلوں اور طریقوں کے صرف نبی کریم ﷺ کی روحانیت کی تربیت سے کمال روحانی تک پہنچادے گا۔ اور اس کو ایک گروہ بنائے گا۔ اور وہ گروہ صحابہؓ کے گروہ سے نہایت شدید مشابہت پیدا کرے گا کیونکہ وہ تمام و کمال آنحضرت ﷺ کی ہی زراعت ہوگی اور آنحضرت ﷺ کا فیضان ان میں جاری وساری ہو گا اور صحابہؓ سے وہ ملیں گے یعنی اپنے کمالات کے رُو سے ان کے مشابہ ہو جائیں گے اور ان کو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہی موقعے ثواب حاصل کرنے کے حاصل ہو جائیں گے جو صحابہؓ کو حاصل ہوئے تھے اور بباعث تنہائی اور بے کسی اور پھر ثابت قدمی کے اسی طرح خدا تعالیٰ کے نزدیک صادق سمجھے جائیں گے کہ جس طرح صحابہؓ سمجھے گئے تھے کیونکہ یہ زمانہ بہت سی آفتوں اور فتنوں اور بے ایمانی کے پھیلنے کا زمانہ ہو گا اور راستبازوں کو وہی مشکلات پیش آجائیں گی جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو پیش آئی تھیں اس لئے وہ ثابت قدمی دکھلانے کے بعد صحابہؓ کے مرتبہ پر شمار ہوں گے۔

لیکن درمیانی زمانہ فَيجِ اَعوَج ہے جس میں بباعث رعب اور شوکت سلاطین اسلام اور کثرت اسباب تَنَعُّم صحابہؓ کے قدم پر قدم رکھنے والے اور ان کے مراتب کو ظلی طور پر حاصل کرنے والے بہت ہی کم تھے۔ مگر آخری زمانہ اوّل زمانہ کے مشابہ ہو گا۔ کیونکہ اس زمانہ کے لوگوں پر غربت طاری ہو جائے گی اور بجز ایمانی قوت کے اور کوئی سہارا بلاؤں کے مقابلہ پر ان کے لئے نہ ہو گا۔ سو ان کا ایمان خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا مضبوط اور ثابت ہو گا کہ اگر ایمان آسمان پر چلا جاتا تب بھی وہ اس کو زمین پر لے آتے یعنی ان پر زلزلے آئیں گے اور وہ آزمائے جائیں گے اور سخت فتنے ان کو گھیریں گے۔ لیکن وہ ایسے ثابت قدم نکلیں گے کہ اگر ایمان افلاک پر بھی ہوتا تب بھی اس کو نہ چھوڑتے۔

سو یہ تعریف کہ وہ ایمان کو آسمان پر سے بھی لے آتے اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ وہ ایسے زمانہ میں آئیں گے کہ جب چاروں طرف بے ایمانی پھیلی ہوئی ہوگی اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت دلوں سے نکل جائے گی۔ مگر ان کا ایمان ان دلوں میں بڑے زور میں ہو گا اور خدا تعالیٰ کے لئے بلاکشی کی ان میں بہت قوت ہو گی اور صدق اور ثبات بے انتہا ہو گا۔ نہ کوئی خوف ان کے لئے مانع ہو گا اور نہ کوئی دنیوی امید ان کو سست کرے گی۔ اور ایمانی قوت انہیں باتوں سے آزمائی جاتی ہے کہ ایسی آزمائشوں کے وقت اور بے ایمانی کے زمانہ میں ثابت نکلے۔ سو اس حدیث میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ اس گروہ کا اسی وقت میں آنا ضروری ہے جب کہ اس کی آزمائش کے لئے ایسے ایسے اسباب موجود ہوں اور دنیا حقیقی ایمان سے

ایسی دور ہو کہ گویا خالی ہو۔ خلاصہ کلام یہ کہ اللہ جلشانہٗ ان کے حق میں فرماتا ہے کہ وہ **آخری زمانہ میں آنے والے خالص اور کامل بندے ہوں گے** جو اپنے کمال ایمان اور کمال اخلاق اور کمال صادق اور کمال استقامت اور کمال ثابت قدمی اور کمال معرفت اور کمال خدادانی کے رو سے صحابہؓ کے ہمرنگ ہوں گے۔

اور اس بات کو بخوبی یاد رکھنا چاہیئے کہ در حقیقت اس آیت میں آخری زمانہ کے کاملین کی طرف اشارہ ہے نہ کسی اور زمانہ کی طرف۔ کیونکہ یہ تو آیت کے ظاہر الفاظ سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ کامل لوگ آخری زمانہ میں پیدا ہوں گے جیسا کہ آیت وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ ۔(الجمعة:4) صاف بتلا رہی ہے اور زمانے تین ہیں ایک اوّل جو صحابہؓ کا زمانہ ہے۔ اور ایک اوسط جو مسیح موعود اور صحابہؓ کے درمیان ہے اور ایک آخری زمانہ جو مسیح موعودؑ کا زمانہ اور مصداق آیت وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ کا ہے وہ وہی زمانہ ہے جس میں ہم ہیں۔... ...

اور اس جگہ ایک نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسا اللہ جلشانہٗ نے ظاہر الفاظ آیت میں وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ کا لفظ استعمال کرکے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ لوگ جو کمالات میں صحابہؓ کے رنگ میں ظاہر ہوں گے وہ آخری زمانہ میں آئیں گے۔ ایسا ہی اس آیت میں وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ کے تمام حروف کے اعداد سے جو1275 ہیں۔ اس بات کی طرف اشارہ کر دیا جو اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ کا مصداق جو فارسی الاصل ہے اپنے نشاء ظاہر کا بلوغ اس سن میں پورا کر کے صحابہؓ سے مناسبت پیدا کر لے گا۔ سو یہی سن 1275ہجری جو آیت وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ کے حروف کے اعداد سے ظاہر ہوتا ہے اس عاجز کی بلوغ اور پیدائش ثانی اور تولد روحانی کی تاریخ ہے جو آج کے دن تک چونتیس برس ہوتے ہیں۔"

("آئینہ کمالات اسلام" روحانی خزائن جلد5 صفحہ 208 تا220 تصنیف حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔ بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا اکیلا ہے اور ایک ہونے کو دوست رکھتا ہے۔ اس لئے اُس کی یکتائی نے چاہا کہ وہ انسان جو خلیفوں کا خاتم ہو اُس آدم سے مشابہ ہو جو سب خلیفوں کا پہلا تھا اور مخلوقات میں اوّل شخص تھا جس میں خدا کی روح پُھونکی گئی تھی اور یہ اس لئے کیا تا کہ نوع بشر کا زمانہ اُس دائرہ کی طرح ہو جائے جس کا آخری نقطہ اُس کے پہلے نقطہ سے مل جاتا ہے اور نیز اس

لئے کہ اس توحید پر دلالت کرے کہ جس کی طرف انسان کو بلایا گیا ہے۔ اور توحید ہمارے پروردگار کو سب چیزوں سے زیادہ پیاری ہے۔ اس لئے انسان کی پیدائش میں وضع دَوری کو اختیار فرمایا۔ اور اسی سبب سے آدم پر ختم کیا جیسا کہ شروع میں آدم سے ابتدا کیا اور فکر کرنے والوں کے لئے اس میں بڑا بھاری نشان ہے اور آخر زمانہ کا آدم در حقیقت ہمارے نبی کریم ہیں ﷺ۔ اور میری نسبت اُس کی جناب کے ساتھ اُستاد اور شاگرد کی نسبت ہے اور خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ وَّ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:4) اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے پس **آخرین کے لفظ میں فکر کرو۔**

اور خدا نے مجھ پر اُس رسول کریمؐ کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کریمؐ کے لطف اور جُود کو میری طرف کھینچا یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہو گیا۔ پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا در حقیقت میرے سردار خیر المرسلینؐ کے صحابہ میں داخل ہوا۔ اور یہی معنی اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ کے لفظ کے بھی ہیں جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰؐ میں تفریق کرتا ہے اُس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔ اور بے شک ہمارے نبی ﷺ دنیا کے خاتمہ کے آدم اور زمانہ کے دنوں کے منتہیٰ تھے اور آنحضرتؐ آدم کی طرح پیدا کیے گئے اس کے بعد کہ زمین پر ہر طرح کے کیڑے مکوڑے اور چارپائے اور درندے پیدا ہو گئے اور جس وقت خدا نے اس مخلوق کو یعنی حیوانوں اور درندوں اور چیونٹیوں کو زمین پر پیدا کیا یعنی فاجروں اور کافروں اور دنیا پرستوں کے ہر ایک گروہ کو پیدا کیا اور آسمان میں ستارے اور چاندوں اور سورجوں یعنی پاکوں کے نفوس مستعدہ کو ظہور میں لایا تو بعد اس کے اُس آدم کو وجود کا خلعت پہنایا جس کا نام محمد اور احمد ہے ﷺ۔ اور وہ آدم کی اولاد کا سردار اور خلقت کا امام اور سب سے زیادہ تقی اور سعید ہے۔ اور اس کی طرف خدا تعالیٰ کا یہ قول اشارہ کرتا ہے:

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ... الآیۃ (البقرۃ:31) اور خدا کی عزت اور جلال کی قسم کہ اِذْ کا لفظ قطعی دلالت کے ساتھ اس مقصود پر دلالت کرتا ہے۔ اور اگر تو یہود کی طرح نہیں (تو) آیت کا سیاق وسباق تجھ پر اس راز کو کھول دے گا۔

پس شک نہیں کہ آنحضرت ﷺ آخر زمانہ کے آدم ہیں اور امت اس نبی محمود کی ذرّیت کی بجا ہے۔ اور اس کی طرف خدا تعالیٰ کے اس قول کا اشارہ ہے اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ پس ان معنوں میں غور اور فکر کر اور غافلوں میں سے مت ہو۔ اور ہمارے نبیؐ کی روحانیت کا زمانہ پانچویں ہزار سے شروع اور چھٹے ہزار کے آخر تک کامل ہوا اور اس کی طرف خدا تعالیٰ کا قول اشارہ کرتا ہے کہ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ (الصف:10) اور اس مقام کی تفصیل یہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ آدم کے قدم پر

آئے اور آدم کی روحانیت نے پانچویں دن میں طلوع فرمایا کیونکہ اس دن تک سب کچھ جو اس کی ھُوِیَّت کے اجزاء سے اوراسکی ماہیت کی حقیقت سے تھا پیدا ہو گیا۔ کیونکہ زمین اپنی تمام مخلوق کے ساتھ اور آسمان اپنی تمام مصنوعات کے ساتھ آدم کی ہویت کی حقیقت تھے۔

گویا آدم کا مادہ جمادی حقیقت سے نباتی حقیقت کی طرف اور نباتی حقیقت سے حیوانیت کی ہویت کی طرف منتقل ہوا پھر روحانیت کے طور پر کوکبی کمالات سے قمری کمالات کی طرف اور قمری انوار سے شمسی شعاعوں کی طرف انتقال فرمایا۔(اور یہ سب انتقالات مظاہر ترقیات عالم کے حقیقت انسانیہ کے معارج کی طرف تھے) اور اس راز کو دوسرے لفظوں میں اس طرح پر سمجھنا چاہیئے کہ انسان ایک وقت جماد تھا اور دوسرے وقت نبات اور اس کے بعد حیوان اور اس کے بعد ستارہ اور چاند اور سورج تھا یہاں تک پانچویں دن وہ سب کچھ جو اس کی فطرت زمینی اور آسمانی قویٰ سے تقاضا کرتی تھی احسن الخالقین خدا کے فضل سے جمع ہو گیا۔

...... جیسا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں احسن الخالقین خدا کے اذن سے پیدا ہوا اور خیر الرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کے لئے اور اپنے نور کے غلبہ کے لئے ایک مظہر اختیار کیا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کتاب مبین میں وعدہ فرمایا تھا پس مَیں وہی مظہر ہوں۔ پس ایمان لا اور کافروں (میں) سے مت ہو اور اگر چاہتا ہے تو اس خدا کے قول کو پڑھ هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی.........

اور یہ چھٹے ہزار کا آخر ہے جو زمانہ مسیح موعود کے اُترنے کے لئے مقرر ہے۔ جیسا کہ انبیاء کی کتابوں سے سمجھا جاتا ہے۔ اور یہ زمانہ یقیناً خدا تعالیٰ کی طرف سے آنحضرتؐ کے قدم رکھنے کی جگہ ہے جیسا کہ آیت وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ اور پاک تحریروں کی دوسری آیتوں سے مفہوم ہوتا ہے۔

پس اگر تو عقلمند ہے تو فکر کر۔ اور جان کہ ہمارے نبی کریم ﷺ جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے۔"

("خطبہ الہامیہ" روحانی خزائن جلد16 صفحہ256 تا270)

جب تم اس کو دیکھو تو اس کی بیعت کرو کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ... ... **فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايِعُوهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ، فَإِنَّهُ خَلِيفَةُ اللهِ الْمَهْدِيُّ۔**

(''سنن ابن ماجہ'' کتاب الفتن باب خروج المھدی حدیث:4084)

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:... ... **جب تم اس کو دیکھو تو اس کی بیعت کرو خواہ برف پر گھٹنوں کے بل چل کر کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔**

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کیونکر کرسکتے ہیں جب کہ وہ خدا اور رسول کے حکم کو نہیں مانتے۔ حکم تو یہ تھا کہ جب وہ امام موعود ظاہر ہو تو تم بلاتوقف اُس کی طرف دوڑو اور اگر برف پر گھٹنوں کے بل بھی چلنا پڑے تب بھی اپنے تئیں اُس تک پہنچاؤ لیکن اس کے برخلاف اب لاپرواہی ظاہر کی جاتی ہے۔ کیا یہی اسلام ہے؟'' (''لیکچر سیالکوٹ'' روحانی خزائن جلد20 صفحہ 220)

سنن

الحافظ أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني

ابن ماجه

٢٠٧ - ٢٧٥هـ

٣/٤٠٨٤ ـ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ وَأَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالاَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ[٢] عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: **«يَقْتَتِلُ عِنْدَ كَنزِكُمْ ثَلاَثَةٌ، كُلُّهُمُ ابْنُ خَلِيفَةٍ، ثُمَّ لاَ يَصِيرُ إِلَى وَاحِدٍ مِنْهُمْ، ثُمَّ تَطْلُعُ الرَّايَاتُ السُّودُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، فَيَقْتُلُونَكُمْ قَتْلاً لَمْ يُقْتَلْهُ قَوْمٌ»**.

ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا لاَ أَحْفَظُهُ، فَقَالَ: **«فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايِعُوهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ، فَإِنَّهُ خَلِيفَةُ اللَّهِ، الْمَهْدِيُّ»**.

امام الکلام

دوسری قوموں کے بزرگوں کو عزت سے یاد کرو

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانیٔ جماعت احمدیہ مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”دیکھو یہ کیسی پیاری تعلیم ہے جو دُنیا میں صلح کی بنیاد ڈالتی ہے اور تمام قوموں کو ایک قوم کی طرح بنانا چاہتی ہے یعنی یہ کہ دوسری قوموں کے بزرگوں کو عزت سے یاد کرو اور اس بات کو کون نہیں جانتا کہ سخت دشمنی کی جڑھ اُن نبیوں اور رسولوں کی تحقیر ہے جن کو ہر ایک قوم کے کروڑہا انسانوں نے قبول کر لیا ہے جو شخص کسی نبی کی تحقیر کرتا ہے یا تحقیر کرنے والے کا دوست اور حامی ہے اور پھر وہ اس قوم سے صلح چاہتا ہے جو اُس نبی پر دل و جان سے قربان ہے وہ... نادان ہے کہ جہالت اور نادانی میں دنیا میں کوئی اس کی نظیر نہیں ایک شخص جو کسی کے باپ کو گندی گالیاں دیتا ہے اور پھر چاہتا ہے کہ اُس کا بیٹا اس سے خوش ہو یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ جو لوگ محض زبان سے کسی قوم کے ساتھ صلح کرنے کے لئے زور دیتے ہیں اُن کو چاہیئے کہ صلح کاری کے کام بھی دکھلائیں۔

اے ہم وطن پیارو! میری اِس بات پر غور کرو اور یوں ہی نہ پھینک دو جبکہ **ہم ایک ہی ملک میں رہتے ہیں چاہیئے کہ باہم ایسی محبت کریں کہ ایک دوسرے کے اعضاء ہو جائیں** مگر یہ بھی یاد رکھو کہ اگر منافقانہ طور پر محبت ہو تو وہ محبت نہیں ہے بلکہ وہ ایک زہریلہ تخم ہے جو بعد میں اپنا مہلک پھل دکھلائے گا۔ صلح کاری بہت عمدہ چیز ہے مگر بدزبانی اور صلح کاری دونوں ہرگز جمع نہیں ہو سکتے۔ پس اے صاحبان! کیا آپ لوگ اِس بات کے لئے طیار ہیں یا نہیں کہ صلح کی بنیاد ڈالنے کے لئے اِس پاک اصول کو قبول کر لیں کہ جیسے ہم سچے دل سے آپ کے بزرگ رشیوں اور اوتاروں کو صادق جانتے ہیں جن پر آپ کی قوم کے کروڑہا لوگ ایمان لا چکے ہیں اور اُن کے نام عزت سے زبانوں پر جاری ہیں۔

ایسا ہی آپ لوگ بھی صدق دل سے اِس کلمہ پر ایمان لے آئیں کہ

لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

تاجس اتحاد اور صلح کے لئے ہم نے قدم اُٹھایا ہے اُس میں آپ بھی شریک ہو کر اُس تفرقہ کو دور کر دیں جو ملک کو کھاتا جاتا ہے۔ ہم آپ سے کوئی ایسا مطالبہ نہیں کرتے جس سے ہم نے پہلے خود حصہ نہیں لیا۔ اور ہم آپ سے کوئی ایسا کام کرانا نہیں چاہتے جو ہم نے آپ نہیں کیا۔ سچی صلح اور کینوں کے دور کرنے کے لئے صرف اِس قدر کافی ہے کہ جیسا کہ ہم آپ کے بزرگ اوتاروں اور رشیوں کو صادق مانتے ہیں اِسی طرح آپ بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق مان لیں اور اس اقرار کا آپ ہماری طرح اعلان بھی کر دیں۔ . . .

غرض ہم اس اصول کو ہاتھ میں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ آپ گواہ رہیں جو ہم نے مذکورہ بالا طریق کے ساتھ آپ کے بزرگوں کو مان لیا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے تھے اور آپ کی صلح پسند طبیعت سے ہم امیدوار ہیں کہ آپ بھی ایسا ہی مان لیں یعنی صرف یہ اقرار کر لیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے سچے رسول اور صادق ہیں۔ جس دلیل کو ہم نے آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے وہ نہایت روشن اور کھلی کھلی دلیل ہے۔ اور اگر اس طریق سے صلح نہ ہو تو آپ یاد رکھیں کہ کبھی صلح نہ ہو گی بلکہ روز بروز کینے بڑھتے جائیں گے۔"

("چشمہ معرفت" روحانی خزائن جلد23 صفحہ383 تا385)

"جیسا کہ خدا ہر ایک ملک کے باشندوں کے لئے اُن کے مناسب حال اُن کی جسمانی تربیت کرتا آیا ہے۔ ایسا ہی اس نے ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم کو رُوحانی تربیت سے بھی فیضیاب کیا ہے۔ جیسا کہ وہ قرآن شریف میں ایک جگہ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ (فاطر:25) یا کوئی ایسی قوم نہیں جس میں کوئی نبی یا رسول نہیں بھیجا گیا......

خدا کا فیض عام ہے جو تمام قوموں اور تمام ملکوں اور تمام زمانوں پر محیط ہو رہا ہے۔ یہ اس لئے ہوا کہ تا کسی قوم کو شکایت کرنے کا موقعہ نہ ملے۔ اور یہ نہ کہیں کہ خدا نے فلاں فلاں قوم پر احسان کیا۔ مگر ہم پر نہ کیا۔ یا فلاں قوم کو اس کی طرف سے کتاب ملی تا وہ اس سے ہدایت پاویں مگر ہم کو نہ ملی۔ یا فلاں زمانہ میں وہ اپنی وحی اور الہام اور معجزات کے ساتھ ظاہر ہوا مگر ہمارے زمانہ میں مخفی رہا پس اُس نے عام فیض دکھلا کر ان تمام اعتراضات کو دفع کر دیا۔ اور اپنے ایسے وسیع اخلاق دکھلائے کہ کسی قوم کو اپنے جسمانی اور روحانی فیضوں سے محروم نہیں رکھا۔ اور نہ کسی زمانہ کو بے نصیب ٹھہرایا۔"

("پیغام صلح" روحانی خزائن جلد23 صفحہ442)

کلام الامام

سورۂ جمعہ کی آیات کی وضاحت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ

امام جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۔ وَّ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ (سورۃ الجمعۃ: 4,3)

ان آیات کا ترجمہ ہے کہ وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ اور وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

23مارچ کا دن جماعت احمدیہ میں یوم مسیح موعود کے نام سے جانا جاتا ہے۔

......ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق بھیجے ہوئے زمانے کے امام، مسیح موعود اور مہدی معہود کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ 23مارچ 1889ء کو لدھیانہ میں آپؑ نے مخلصین سے پہلی بیعت لی اور یوں مخلصین کی ایک جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

قرآنِ کریم کی سورۂ جمعہ کی جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے آنے اور اس کے ذریعہ سے ایک جماعت کے قیام کی خبر دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ قرآنِ کریم میں مسیح موعود کی آمد کے بارے میں اَور بھی آیات ہیں۔ اس کے علاوہ حدیثوں میں بھی آنے والے مسیح موعود اور مہدی معہود کے آنے کی پیشگوئیاں ہیں۔

اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں **سورۂ جمعہ کی ان آیات کی وضاحت اور جو مختلف نشانیاں آنے والے کے زمانے کی بتائی گئی تھیں اور جو مختلف پیشگوئیاں تھیں اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا دعویٰ کیا تھا وہ مختصراً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں پیش کروں گا۔**

آیت کی تفسیر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اس آیت کا ماحصل یہ ہے کہ خدا وہ خدا ہے جس نے ایسے وقت میں رسول بھیجا کہ لوگ علم اور حکمت سے بے بہرہ ہو چکے تھے اور علوم حکمیہ دینیہ جن سے تکمیلِ نفس ہو اور نفوسِ انسانیہ علمی اور عملی کمال کو پہنچیں بالکل گم ہو گئی تھی۔" نفس کی اصلاح کے سارے پہلو ختم ہو گئے تھے۔ "اور لوگ گمراہی میں مبتلا تھے۔ یعنی خدا اور اس کی صراطِ مستقیم سے بہت دور جا پڑے تھے۔ تب ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے اپنا رسول اُمّی بھیجا اور اس رسول نے ان کے نفسوں کو پاک کیا اور علم الکتاب اور حکمت سے ان کو مملو کیا یعنی نشانوں اور معجزات سے مرتبہ یقین کامل تک پہنچایا اور خدا شناسی کے نور سے ان کے دلوں کو روشن کیا اور پھر فرمایا کہ

ایک گروہ اور ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہو گا وہ بھی اوّل تاریکی اور گمراہی میں ہوں گے اور علم اور حکمت اور یقین سے دور ہوں گے تب خدا ان کو بھی صحابہ کے رنگ میں لائے گا یعنی جو کچھ صحابہ نے دیکھا وہ ان کو بھی دکھایا جائے گا یہاں تک کہ ان کا صدق اور یقین بھی صحابہ کے صدق اور یقین کی مانند ہو جائے گا اور حدیث صحیح میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس آیت کی تفسیر کے وقت سلمان فارسی کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا۔ لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ مِّنْ فَارِس یعنی اگر ایمان ثریا پر یعنی آسمان پر بھی اٹھ گیا ہو گا تب بھی ایک آدمی فارسی الاصل اس کو واپس لائے گا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ ایک شخص آخری زمانہ میں فارسی الاصل پیدا ہو گا، اس زمانہ میں جس کی نسبت لکھا گیا ہے کہ قرآن آسمان پر اٹھایا جائے گا۔ یہی وہ زمانہ ہے جو مسیح موعود کا زمانہ ہے۔" جب ایمان اٹھ گیا۔ قرآن آسمان پر اٹھ گیا مطلب یہ کہ اس پہ عمل ختم ہو گیا تو یہی زمانہ مسیح موعودؑ کی آمد کا زمانہ ہے۔

"اور یہ فارسی الاصل وہی ہے جس کا نام مسیح موعود ہے کیونکہ صلیبی حملہ جس کے توڑنے کے لئے مسیح موعود کو آنا چاہئے وہ حملہ ایمان پر ہی ہے اور یہ تمام آثار صلیبی حملہ کے زمانہ کے لئے بیان کئے گئے ہیں اور لکھا ہے کہ اِس حملہ کا لوگوں کے ایمان پر بہت برا اثر ہو گا۔ وہی حملہ ہے جس کو دوسرے لفظوں میں دجّالی حملہ کہتے ہیں۔ آثار میں ہے کہ اس دجال کے حملہ کے وقت بہت سے نادان خدائے واحد لاشریک کو چھوڑ دیں گے اور بہت سے لوگوں کی ایمانی محبت ٹھنڈی ہو جائے گی اور

مسیح موعود کا بڑا بھاری کام تجدید ایمان ہو گا کیونکہ حملہ ایمان پر ہے اور حدیث لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ سے جو شخص فارسی الاصل کی نسبت ہے یہ ثابت ہے کہ وہ فارسی الاصل ایمان کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے آئے گا۔ پس جس حالت میں مسیح موعود اور فارسی الاصل کا زمانہ بھی ایک ہی ہے اور کام بھی ایک ہی ہے یعنی ایمان کو دوبارہ قائم کرنا اس لئے یقینی طور پر ثابت ہوا کہ مسیح موعود ہی فارسی الاصل ہے اور اُسی کی جماعت کے حق میں یہ آیت ہے وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ۔

اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ کمال ضلالت کے بعد ہدایت اور حکمت پانے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور برکات کو مشاہدہ کرنے والے صرف دو ہی گروہ ہیں اوّل صحابہ ٴ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے سخت تاریکی میں مبتلا تھے اور پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے زمانہ نبوی پایا اور معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھے اور پیشگوئیوں کا مشاہدہ کیا اور یقین نے ان میں ایک ایسی تبدیلی پیدا کی کہ گویا صرف ایک روح رہ گئے۔

دوسرا گروہ جو بموجب آیت موصوفہ بالا صحابہ کی مانند ہیں مسیح موعود کا گروہ ہے۔ کیونکہ یہ گروہ بھی صحابہ کی مانند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو دیکھنے والا ہے اور تاریکی اور ضلالت کے بعد ہدایت پانے والا اور آیت اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ میں جو اس گروہ کو مِنْھُمْ کی دولت سے یعنی صحابہ سے مشابہ ہونے کی نعمت سے حصہ دیا گیا ہے۔

یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے یعنی جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات دیکھے اور پیشگوئیاں مشاہدہ کیں ایسا ہی وہ بھی مشاہدہ کریں گے اور درمیانی زمانہ کو اس نعمت سے کامل طور پر حصہ نہیں ہو گا۔ چنانچہ آج کل ایسا ہی ہوا کہ تیرہ سو برس بعد پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا دروازہ کھل گیا اور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ خسوف کسوف رمضان میں موافق حدیث دارقطنی اور فتاویٰ ابن حجر کے ظہور میں آگیا یعنی چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان میں ہوا۔ اور جیسا کہ مضمون حدیث تھا۔ اسی طرح پر چاند گرہن اپنے گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات میں اور سورج گرہن اپنے گرہن کے دنوں میں سے بیچ کے دن میں وقوع میں آیا۔ ایسے وقت میں کہ جب مہدی ہونے کا مدعی موجود تھا اور یہ صورت جب سے کہ زمین اور آسمان پیدا ہوا کبھی وقوع میں نہیں آئی کیونکہ اب تک کوئی شخص نظیر اس کی صفحۂ تاریخ میں ثابت نہیں کر سکا۔ ’’کوئی ثابت نہیں کر سکتا تاریخ سے کہ کبھی ایسا ہوا ہو۔‘‘ سو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھا جو لوگوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔ پھر ذُوالسِّنِیْن ستارہ بھی جس کا نکلنا مہدی اور مسیح موعود کے وقت میں بیان کیا گیا تھا۔ ہزاروں انسانوں نے نکلتا ہوا دیکھ لیا۔ ’’دمدار ستارہ۔‘‘ ایسا ہی جاوا کی آگ بھی لاکھوں انسانوں نے مشاہدہ کی۔ ایسا ہی طاعون کا پھیلنا اور حج سے روکے جانا بھی سب نے بچشم خود ملاحظہ کر لیا۔ ملک میں

ریل کا طیار ہونا، اونٹوں کا بے کار ہونا، یہ تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تھے جو اس زمانہ میں اسی طرح دیکھے گئے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے معجزات کو دیکھا تھا۔ اسی وجہ سے اللہ جلّ شانہٗ نے اس آخری گروہ کو مِنۡهُمۡ کے لفظ سے پکارا تا یہ اشارہ کرے کہ معائنہ معجزات میں وہ بھی صحابہ کے رنگ میں ہی ہیں۔ سوچ کر دیکھو کہ تیرہ سو برس میں ایسا زمانہ منہاجِ نبوت کا اَور کس نے پایا۔ اِس زمانہ میں جس میں ہماری جماعت پیدا کی گئی ہے کئی وجوہ سے اِس جماعت کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشابہت ہے۔ وہ معجزات اور نشانوں کو دیکھتے ہیں۔" آج بھی دیکھتے ہیں۔ "جیسا کہ صحابہ نے دیکھا۔ وہ خدا تعالیٰ کے نشانوں اور تازہ بتازہ تائیدات سے نور اور یقین پاتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے پایا۔ وہ خدا کی راہ میں لوگوں کے ٹھٹھے اور ہنسی اور لعن طعن اور طرح طرح کی دلآزاری اور بدزبانی اور قطع رحم وغیرہ کا صدمہ اٹھا رہے ہیں جیسا کہ صحابہ نے اٹھایا۔" آج بھی یہی حالت ہے۔ "وہ خدا کے کھلے کھلے نشانوں اور آسمانی مددوں اور حکمت کی تعلیم سے پاک زندگی حاصل کرتے جاتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے حاصل کی۔" بیشمار مثالیں ہیں اس کی۔ "بہتیرے ان میں سے ہیں کہ نماز میں روتے اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم روتے تھے۔ بہتیرے ان میں سے ایسے ہیں جن کو سچی خوابیں آتی ہیں اور الہام الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہوتے تھے۔ بہتیرے ان میں ایسے ہیں کہ اپنے محنت سے کمائے ہوئے مالوں کو محض خدا تعالیٰ کی مرضات کے لئے ہمارے سِلسلہ میں خرچ کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم خرچ کرتے تھے۔ ان میں ایسے لوگ کئی پاؤ گے کہ جو موت کو یاد رکھتے اور دلوں کے نرم اور سچی تقویٰ پر قدم مار رہے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت تھی۔ وہ خدا کا گروہ ہے جن کو خدا آپ سنبھال رہا ہے اور دن بدن ان کے دلوں کو پاک کر رہا ہے اور ان کے سینوں کو ایمانی حکمتوں سے بھر رہا ہے اور آسمانی نشانوں سے ان کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ جیسا کہ صحابہ کو کھینچتا تھا۔ غرض اس جماعت میں وہ ساری علامتیں پائی جاتی ہیں جو اٰخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ کے لفظ سے مفہوم ہو رہی ہیں۔ اور ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کا فرمودہ ایک دن پورا ہوتا۔!!!"

فرمایا: "**اور آیت اٰخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ میں یہ بھی اشارہ ہے کہ جیسا کہ یہ جماعت مسیح موعود کی صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت سے مشابہ ہے ایسا ہی جو شخص اس جماعت کا امام ہے وہ بھی ظلّی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتا ہے جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی موعود کی صفت فرمائی کہ وہ آپ سے مشابہ ہو گا اور دو مشابہت اس کے وجود میں ہوں گی۔ ایک مشابہت حضرت مسیح علیہ السلام سے جس کی وجہ سے وہ مسیح کہلائے گا اور دوسری مشابہت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جس کی وجہ سے وہ مہدی کہلائے گا۔ اِسی راز کی طرف اشارہ کرنے کے لئے لکھا ہے کہ ایک حصہ اس کے بدن کا اسرائیلی وضع اور رنگ پر ہوگا اور دوسرا حصہ عربی وضع اور رنگ پر۔ حضرت مسیح علیہ السلام ایسے**

وقت میں آئے تھے جبکہ ملتِ موسوی یونانی حکماء کے حملوں سے خطرناک حالت میں تھی۔ اور تعلیم توریت اور اس کی پیشگوئیوں اور معجزات پر سخت حملہ کیا جاتا تھا اور یونانی خیالات کے موافق خدا تعالیٰ کے وجود کو بھی ایک ایسا وجود سمجھا گیا تھا کہ جو صرف مخلوق میں مخلوط ہے اور مدبر بالارادہ نہیں۔''یعنی عام مخلوق کی طرح ہی ہے اور تمام قدرتوں کا مالک نہیں ہے۔ ایسا نہیں کہ جو چاہے کر سکے۔''اور سلسلہ نبوت سے ٹھٹھا کیا جاتا تھا۔ لہٰذا حضرت عیسیٰؑ کے مبعوث کرنے سے جو حضرت موسیٰؑ سے چودہ سو برس بعد آئے خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تھا کہ موسوی نبوت کی صحت اور اس سلسلہ کی حقانیت پر تازہ شہادت قائم کرے اور نئی تائیدات اور آسمانی گواہوں سے موسوی عمارت کی دوبارہ مرمت کر دیوے۔ اسی طرح جو اس امت کے لئے مسیح موعود بھی چودھویں صدی کے سر پر بھیجا گیا اس کی بعثت سے بھی یہی مطلب تھا کہ جو یورپ کے فلسفہ اور یورپ کی دجالیت نے اسلام پر طرح طرح کے حملے کئے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور پیشگوئیوں اور معجزات سے انکار اور تعلیم قرآنی پر اعتراض اور برکات اور انوارِ اسلام کو سخت استہزا کی نظر سے دیکھا ہے ان تمام حملوں کو نیست ونابود کرے اور نبوتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا اَلْفُ الفِ سلام ''ہزار ہزار سلام ہوں''کو تازہ تصدیق اور تائید سے حق کے طالبوں پر چمکاوے اور یہی سرّ ہے جو براہین احمدیہ... میں آج سے سترہ برس پہلے ایک الہام اسی بارے میں ہوا۔ وہ الہام خدا تعالیٰ کا لاکھوں انسانوں میں شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے

''بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منارِ بلند تر محکم افتاد۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا وضاحت کے ساتھ خود جو ترجمہ فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ ''**اب ظہور کر اور نکل کہ تیرا وقت نزدیک آگیا اور اب وہ وقت آرہا ہے کہ محمدی گڑھے میں سے نکال لئے جاویں گے۔''**

محمدی گڑھے میں سے نکالے جاویں گے یعنی مسلمان''اور ایک بلند اور مضبوط مینار پر ان کا قدم پڑے گا۔''

(ترجمہ الہام از ''نزول المسیح''روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 511)

پھر فرمایا کہ ''پاک محمد مصطفیٰؐ نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ ربّ الافواج اس طرف توجہ کرے گا۔ اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں... اور خوب غور کرو کہ میرے نشانوں سے کیا مدعا ٹھہرایا گیا''(یہ اللہ تعالیٰ آپؑ کو الہاماً فرما رہا ہے) فرماتے ہیں کہ ''ابھی میں بیان کر چکا ہوں کہ اسی مطلب کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے تھے تا تکذیب کی حالت میں نئے نشانوں کے ساتھ توریت کی تصدیق کریں۔ اور اسی مطلب کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا نئے نشانوں کے ساتھ

قرآنِ شریف کی سچائی غافل لوگوں پر ظاہر کی جائے۔ اِسی کی طرف الہامِ الٰہی میں اشارہ ہے کہ پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔ اور یہی اشارہ اِس دوسرے الہام براہین احمدیہ میں ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ۔ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ۔ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔"

یعنی خدائے رحمان نے تجھے قرآن سکھلایا تاکہ تُو ان لوگوں کو ڈرائے جن کے باپ دادا ڈرائے نہیں گئے اور تاکہ مجرموں کی راہ کھل جائے۔ مجرموں کی راہ کھل جائے کا مطلب مجرموں پر خدا کی حجت پوری ہو جائے۔ فرمایا کہہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔

فرماتے ہیں:

"اگر کوئی کہے کہ "حضرت عیسیٰ نبی اللہ ہو کر توریت کی تصدیق کے لئے آئے۔ پس ان کے مقابل پر تمہاری گواہی کیا قدر رکھتی ہے۔" وہ تو نبی اللہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کے بھیجا تھا توریت کی تصدیق کے لئے آئے تھے تم کس طرح، کس حیثیت سے قرآن کی گواہی کے لئے آئے ہو۔ فرمایا "اس جگہ بھی تصدیق جدید کے لئے کوئی نبی ہی چاہیئے تھا۔" لوگ کہتے ہیں یہ کہ گواہی کیا تقاضا رکھتی ہے اس جگہ بھی تصدیقِ جدید کے لیے کوئی نبی ہی چاہیئے تھا۔ یہ لوگ کہتے ہیں۔ "سو اِس کا جواب یہ ہے کہ اسلام میں اس نبوت کا دروازہ تو بند ہے جو اپنا سکہ جماتی ہو۔" یعنی آزاد اور شریعت کے ساتھ آنے والی نبوت۔

آپؑ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔(الاحزاب:41) اور حدیث میں ہے لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ اور باایں ہمہ حضرت مسیحؑ کی وفات نصوص قطعیہ سے ثابت ہو چکی لہٰذا دنیا میں ان کے دوبارہ آنے کی امید طمع خام۔" قرآن بھی کہتا ہے، حدیث بھی کہتی ہے اور یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ مسیح کی وفات ہو گئی ہے اس لیے یہ تو بالکل غلط امید ہے کہ کوئی مسیح دوبارہ آئے گا۔ فرماتے ہیں "اور اگر کوئی اَور نبی نیا یا پرانا آوے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر خاتم الانبیاء رہیں۔" یعنی آپ کی ختم نبوت سے باہر نکل کر آئے۔ "ہاں وحیٔ ولایت اور مکالماتِ الٰہیہ کا دروازہ بند نہیں ہے جس حالت میں مطلب صرف یہ ہے کہ نئے نشانوں کے ساتھ

دینِ حق کی تصدیق کی جائے اور سچے دین کی شہادت دی جائے تو جو نشان خدا تعالیٰ کے نشان ہیں خواہ وہ نبی کے ذریعہ سے ظاہر ہوں اور خواہ ولی کے ذریعہ سے وہ سب ایک درجہ کے ہیں کیونکہ بھیجنے والا ایک ہی ہے۔

ایسا خیال کرنا سراسر جہالت اور حُمق ہے کہ اگر خدا تعالیٰ نبی کے ہاتھ سے اور نبی کے ذریعہ سے کوئی تائید سماوی

کرے تو وہ قوت اور شوکت میں زیادہ ہے۔ اور اگر ولی کی معرفت وہ تائید ہو تو وہ قوت اور شوکت میں کم ہے بلکہ بعض نشان تو تائید اسلام کے ایسے ظاہر ہوتے ہیں کہ اس وقت نہ کوئی نبی ہوتا ہے اور نہ ولی جیسا کہ اصحاب الفیل کے ہلاک کرنے کا نشان ظاہر ہوا۔'' فرمایا ''یہ تو مسلّم ہے۔'' یہ اس بات کا جواب ہے کہ تم کہتے ہو نبی نہیں ہے تو اس لیے ہو نہیں سکتا۔ نبی نہ بھی ہو تو ولی کے ذریعہ بھی ہو سکتا ہے اتنا تسلیم کرو اور ولی بھی نہ ہو تب بھی اللہ تعالیٰ نشان دکھاتا ہے جس طرح اصحاب فیل کو نشان دکھایا۔ فرمایا ''یہ تو مسلّم ہے کہ ولی کی کرامت نبی متبوع کا معجزہ ہے۔'' جس نبی کی وہ اتباع کر رہا ہے اسی کا معجزہ ہے ''پھر جبکہ کرامت بھی معجزہ ہوئی تو معجزات میں تفریق کرنا ایمانداروں کا کام نہیں۔ ماسوا اس کے حدیثِ صحیح سے ثابت ہے کہ مُحَدَّث بھی نبیوں اور رسولوں کی طرح خدا کے مرسلوں میں داخل ہے'' اس کے علاوہ یہ بھی دلیل ہے کہ محدث بھی نبیوں اور رسولوں میں شامل ہے۔

''بخاری میں وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُوْلٍ وَلَا نَبِيٍّ وَلَا مُحَدَّثٍ کی قراءت غور سے پڑھو۔ اور نیز ایک دوسری حدیث میں ہے کہ عُلَمَاءُ أُمَّتِيْ كَأَنْبِيَاءِ بَنِيْٓ اِسْرَائِيْلَ۔'' فرماتے ہیں کہ ''صوفیا نے اپنے مکاشفات سے بھی اس حدیث کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تصحیح کی ہے۔'' یعنی آپ سے اس کی تصدیق حاصل کی ہے۔ ''یہ بھی یاد رہے کہ مُسْلِم میں مسیح موعود کے حق میں نبی کا لفظ بھی آیا ہے۔'' کہتے ہو وہ نبی نہیں تو یہ بھی یاد رکھو۔ ایک تو پہلے کہ ولی کی دلیل دی۔ دوسری یہ کہ مسیح موعود کے حق میں نبی کا لفظ حدیث میں آیا ہے۔'' یعنی بطور مجاز اور استعارہ کے۔ اِسی وجہ سے براہین احمدیہ میں بھی ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے حق میں ہیں ... یہ الہام ہے۔ هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی۔ اس جگہ رسول سے مراد یہ عاجز ہے'' یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ ''اور پھر دیکھو... براہین احمدیہ میں یہ الہام

جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ

جس کا ترجمہ ہے خدا کا رسول نبیوں کے لباس میں۔'' تم کہتے ہو نبی نہیں۔ یہ تو حدیث میں بھی آ رہا ہے۔ مجھے بھی اللہ تعالیٰ بتا رہا ہے کہ میں نبی ہوں۔

''اس الہام میں میرا نام رسول بھی رکھا گیا اور نبی بھی۔

پس جس شخص کے خود خدا نے یہ نام رکھے ہوں اس کو عوام میں سے سمجھنا کمال درجہ کی شوخی ہے اور خدا کے نشانوں کی شہادتیں کسی طرح کمزور نہیں ہو سکتیں۔ خواہ نبی کے ذریعہ سے ہوں یا محدث کے ذریعہ سے۔ اصل تو یہ ہے کہ خود ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کا فیض ایک مظہر پیدا کر کے اپنی گواہی آپ دلاتا ہے اور ولی کو مفت کا نام حاصل ہوتا ہے۔'' اصل تو جو نشانات ظاہر ہو رہے ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے ظاہر ہو رہے ہیں۔ ولی کا

نام یا جس کا بھی نام بیچ میں آیا جس کے ذریعہ سے ہو رہے ہیں اس کا نام مفت میں آ رہا ہے۔ فرمایا ”سو در حقیقت ولی جو مُصَدَّق ہے وہ آپ سے زینت پاتا ہے آپ اس سے زینت نہیں پاتے۔“ (”ایام الصلح“ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 304 تا 310)

اپنے دعویٰ کے متعلق آپؑ بیان فرماتے ہیں کہ

”جب خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پا کر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لیے مامور فرمایا اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ... اس دنیا کے لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے تب میں نے اس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کے لئے آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں تا وہ ایمان جو زمین پر سے اٹھ گیا ہے اس کو دوبارہ قائم کروں اور خدا سے قوت پا کر اسی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو اصلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں۔ اور ان کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دور کروں اور پھر جب اس پر چند سال گزرے تو بذریعہ وحیٔ الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اس امت کے لئے ابتدا سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہِ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے سے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ میں ہی ہوں اور مکالماتِ الٰہیہ اور مخاطباتِ رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے کہ شک و شبہ کی جگہ نہ رہی۔ ہر ایک وحی جو ہوتی تھی ایک فولادی میخ کی طرح دل میں دھنستی تھی۔ اور یہ تمام مکالماتِ الٰہیہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے تھے کہ روزِ روشن کی طرح وہ پوری ہوتی تھیں۔“

(”تذکرۃ الشہادتین“ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 3، 4)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ

”ایسے وقت میں اور ایسے زمانہ میں جبکہ خدا شناسی کی روشنی کم ہوتے ہوتے آخر ہزار ہا نفسانی ظلمتوں کے پردہ میں چھپ جاتی ہے بلکہ اکثر لوگ دہریہ کے رنگ میں ہو جاتے ہیں اور زمین گناہ اور غفلت اور بے باکی سے بھر جاتی ہے خدا تعالیٰ کی غیرت اور جلال اور عزت تقاضا فرماتی ہے کہ دوبارہ اپنے تئیں لوگوں پر ظاہر فرماوے سو جیسا کہ اس کی قدیم سے سنت ہے ہمارے اس زمانہ میں جو ایسے ہی حالات اور علامات اپنے اندر جمع رکھتا ہے خدا تعالیٰ نے مجھے چودھویں صدی کے سر پر اس تجدیدِ ایمان اور معرفت کے لئے مبعوث فرمایا ہے اور اس کی تائید اور فضل سے میرے ہاتھ پر آسمانی نشان ظاہر ہوتے ہیں اور اس کے ارادہ اور مصلحت کے موافق دعائیں قبول ہوتی ہیں اور غیب کی باتیں بتلائی جاتی ہیں اور حقائق اور

معارفِ قرآنی بیان فرمائے جاتے اور شریعت کے مُعْضِلَاتْ و مشکلات حل کئے جاتے ہیں اور مجھے اس خدائے کریم و عزیز کی قسم ہے جو جھوٹ کا دشمن اور مفتری کا نیست و نابود کرنے والا ہے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اور اس کے بھیجنے سے عین وقت پر آیا ہوں اور اس کے حکم سے کھڑا ہوا ہوں اور وہ میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے اور وہ مجھے ضائع نہیں کرے گا اور نہ میری جماعت کو تباہی میں ڈالے گا جب تک وہ اپنا تمام کام پورا نہ کرلے جس کا اس نے ارادہ فرمایا ہے۔ اس نے مجھے چودھویں صدی کے سر پر تکمیل نور کے لئے مامور فرمایا اور اس نے میری تصدیق کے لئے رمضان میں خسوف کسوف کیا اور زمین پر بہت سے کھلے کھلے نشان دکھلائے جو حق کے طالب کے لئے کافی تھے اور اس طرح اس نے اپنی حجت پوری کر دی۔" (اربعین نمبر2، روحانی خزائن جلد17 صفحہ 347،348)

پھر آپؑ فرماتے ہیں غیروں کی طرف سے جو اعتراض ہوتا ہے کہ یہ سوال کرنا ان کا حق ہے کہ ہم کیونکر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا قبول کرلیں۔ آپؑ کا یہ دعویٰ ہے کس طرح قبول کرلیں۔ پھر اس پر دلیل کیا ہے کہ وہ مسیح موعود تم ہی ہو؟ ٹھیک ہے زمانہ پہچان ہے، حالات بھی ایسے ہیں سب کچھ ہے اور نشانیاں بھی ظاہر ہیں لیکن

یہ کس طرح پتہ لگے گا کہ مسیح موعود تم ہی ہو؟

فرماتے ہیں کہ

اس کا جواب یہ ہے کہ جس زمانے اور جس ملک اور جس قصبے میں مسیح موعودؑ کا ظاہر ہونا قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے اور جن افعالِ خاصّہ کو مسیح کے وجود کی علت غائی ٹھہرایا گیا ہے اور جن حوادِثِ ارضی اور سماوی کو مسیح موعودؑ کے ظاہر ہونے کی علامات بیان فرمایا گیا ہے اور جن علوم اور معارف کو مسیح موعودؑ کا خاصہ ٹھہرایا گیا ہے وہ سب باتیں اللہ تعالیٰ نے مجھ میں اور میرے زمانے میں اور میرے ملک میں جمع کر دی ہیں۔

حادثات بھی ہو رہے ہیں، بیماریاں بھی آ رہی ہیں، زلازل بھی آ رہے ہیں، آسمانی نشانیاں بھی پوری ہو رہی ہیں، میرا دعویٰ بھی موجود ہے اور اللہ تعالیٰ میرے ہاتھوں سے نشان بھی دکھا رہا ہے تو پھر تم کس طرح کہتے ہو کہ میں نہیں ہوں۔ یہی تو دلیل ہے۔ وہ سب باتیں اللہ تعالیٰ نے مجھ میں اور میرے زمانے میں اور میرے ملک میں جمع کر دی ہیں اور پھر زیادہ تر اطمینان کے لیے آسمانی تائیدات میرے شامل حال کی ہیں۔

(ماخوذ از "کتاب البریہ" روحانی خزائن جلد13 صفحہ 254،255 حاشیہ)

اور آسمانی تائیدات میں آپؑ نے بتایا کہ دمدار ستارے، سورج چاند گرہن، طاعون کا پھیلنا، زلزلے آنا بہت ساری چیزیں ہیں۔

سلسلہ کی ترقیات کی قبل از وقت اطلاع اور نشانات اور تائیدات کو بیان کرتے ہوئے آپؑ نے بہت ساری باتیں بیان فرمائی ہیں۔ آپؑ نے بڑی کتب لکھی ہیں اس بارے میں جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا تھا۔ ایک دو باتیں پیش کرتا ہوں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ

”ایک عظیم الشان نشان یہ ہے کہ آج سے تیئس برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے کہ لوگ کوشش کریں گے کہ اس سلسلہ کو مٹادیں۔“ آج تک کوشش کر رہے ہیں، ایک سو تیس، بتیس سال گزر گئے۔ ”اور ہر ایک مکر کام میں لائیں گے مگر میں اس سلسلہ کو بڑھاؤں گا“ اللہ تعالیٰ کہتا ہے ”اور کامل کروں گا اور وہ ایک فوج ہو جائے گی اور قیامت تک ان کا غلبہ رہے گا اور میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک شہرت دوں گا اور جوق در جوق لوگ دور سے آئیں گے اور ہر ایک طرف سے مالی مدد آئے گی۔ مکانوں کو وسیع کرو کہ یہ طیاری آسمان پر ہو رہی ہے۔ اب دیکھو کس زمانہ کی یہ پیشگوئی ہے جو آج پوری ہوئی۔ یہ خدا کے نشان ہیں جو آنکھوں والے ان کو دیکھ رہے ہیں مگر جو اندھے ہیں ان کے نزدیک ابھی تک کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا۔“ (”نزول المسیح“ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 384،385)

جیسا کہ میں نے کہا ان کی بہت تفصیل ہے۔ چند نشانات اور یہاں بیان کر دیتا ہوں۔

علمی نشانات اور تائیدات کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ: ”ایک دفعہ ایک ہندو صاحب قادیان میں میرے پاس آئے جن کا نام یاد نہیں“ پھر لکھا ہے کہ ”(یاد آیا اس کا نام سوامی شُوگَن چندر تھا۔ منہ) رہا۔ اور کہا کہ میں ایک مذہبی جلسہ (اس جلسہ کا نام دھرم مَھُوتَسُو جلسہ اعظم مذاہب مشہور کیا گیا تھا۔ منہ) کرنا چاہتا ہوں۔“ ایک مذہبی جلسہ کرنا چاہتا ہوں۔ ”آپ بھی اپنے مذہب کی خوبیوں کے متعلق کچھ مضمون لکھیں تا اس جلسہ میں پڑھا جائے۔ میں نے عذر کیا پر اس نے بہت اصرار سے کہا کہ آپ ضرور لکھیں۔ چونکہ میں جانتا ہوں کہ میں اپنی ذاتی طاقت سے کچھ بھی نہیں کر سکتا بلکہ مجھ میں کوئی طاقت نہیں۔ میں بغیر خدا کے بلائے بول نہیں سکتا اور بغیر اس کے دکھانے کے کچھ دیکھ نہیں سکتا اس لئے

میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ وہ مجھے ایسے مضمون کا القا کرے جو اس مجمع کی تمام تقریروں پر غالب رہے۔

میں نے دعا کے بعد دیکھا کہ ایک قوت میرے اندر پھونک دی گئی ہے۔ میں نے اس آسمانی قوت کی ایک حرکت اپنے اندر محسوس کی اور میرے دوست جو اس وقت حاضر تھے جانتے ہیں کہ میں نے اس مضمون کا کوئی مسودہ نہیں لکھا جو کچھ لکھا صرف قلم برداشتہ لکھا تھا اور ایسی تیزی اور جلدی سے میں لکھتا جاتا تھا کہ نقل کرنے والے کے لئے مشکل ہو گیا کہ اس قدر جلدی سے اس کی نقل لکھے۔ جب میں مضمون ختم کر چکا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ

مضمون بالا رہا۔

خلاصہ کلام یہ کہ جب وہ مضمون اس مجمع میں پڑھا گیا تو اس کے پڑھنے کے وقت سامعین کے لئے ایک عالم وجد تھا" ایک وجد کی کیفیت طاری تھی "اور ہر ایک طرف سے تحسین کی آواز تھی یہاں تک کہ ایک ہندو صاحب جو صدر نشین اس مجمع کے تھے۔" جن کی صدارت میں یہ جلسہ ہو رہا تھا۔ "ان کے منہ سے بھی بے اختیار نکل گیا کہ یہ مضمون تمام مضامین سے بالا رہا۔ اور سول اینڈ ملٹری گزٹ جو لاہور سے انگریزی میں ایک اخبار نکلتا ہے اس نے بھی شہادت کے طور پر شائع کیا کہ یہ مضمون بالا رہا۔ اور شائد بیس کے قریب ایسے اردو اخبار بھی ہوں گے جنہوں نے یہی شہادت دی اور اس مجمع میں بجز بعض متعصب لوگوں کے تمام زبانوں پر یہی تھا کہ یہی مضمون فتح یاب ہوا اور آج تک صدہا آدمی ایسے موجود ہیں جو یہی گواہی دے رہے ہیں۔" بلکہ آج بھی اس زمانے میں بھی اس کو پڑھ کر لوگ احمدیت قبول کر رہے ہیں۔ جو اسلامی اصول کی فلاسفی تھی۔ "غرض ہر ایک فرقہ کی شہادت اور نیز انگریزی اخباروں کی شہادت سے میری پیشگوئی پوری ہو گئی کہ مضمون بالا رہا۔ یہ مقابلہ اس مقابلہ کی مانند تھا جو موسیٰ نبی کو ساحروں کے ساتھ کرنا پڑا تھا کیونکہ اس مجمع میں مختلف خیالات کے آدمیوں نے اپنے اپنے مذہب کے متعلق تقریریں سنائی تھیں جن میں سے بعض عیسائی تھے اور بعض سناتن دھرم کے ہندو اور بعض آریہ سماج کے ہندو اور بعض برہمو اور بعض سکھ اور بعض ہمارے مخالف مسلمان تھے اور سب نے اپنی اپنی لاٹھیوں کے خیالی سانپ بنائے تھے لیکن جبکہ خدا نے میرے ہاتھ سے اسلامی راستی کا عصا ایک پاک اور پُر معارف تقریر کے پیرایہ میں ان کے مقابل پر چھوڑا تو وہ اژدہا بن کر سب کو نگل گیا اور **آج تک قوم میں میری اس تقریر کا تعریف کے ساتھ چرچا ہے جو میرے منہ سے نکلی تھی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ**" ("حقیقۃ الوحی" روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 291، 292 مع حاشیہ)

"پھر ایک اور پیشگوئی" کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ یہ "نشانِ الٰہی ہے جس کا ذکر براہین احمدیہ ... میں ہے اور وہ یہ ہے کہ یَا اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَةُ عَلٰى شَفَتَیْكَ۔ اے احمد فصاحت بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری کئے گئے۔ سو اس کی تصدیق کئی سال سے ہو رہی ہے۔ کئی کتابیں عربی بلیغ فصیح میں تالیف کر کے ہزار ہا روپیہ کے انعام کے ساتھ علماء اسلام اور عیسائیوں کے سامنے پیش کی گئیں مگر کسی نے سر نہ اٹھایا اور کوئی مقابل پر نہ آیا۔ کیا یہ خدا کا نشان ہے یا انسان کا ہذیان ہے۔" ("ضمیمہ رسالہ انجام آتھم" روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 290، 291) باتیں تو لوگ کرتے ہیں آج بھی کرتے ہیں لیکن اس وقت تو کوئی مقابلے پہ نہیں آیا۔... ...

پھر ڈوئی کے نشان کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

"وہ ڈاکٹر ڈوئی جو امریکہ اور یورپ کی نگاہوں میں بادشاہوں کی طرح اپنی شوکت اور شان رکھتا تھا اس کو خدا نے

میرے مباہلہ اور میری دعا سے ہلاک کیا اور ایک دنیا کو میری طرف جھکا دیا۔ اور یہ واقعہ دنیا کے تمام نامی اخباروں میں شہرت پا کر ایک عالمگیر شہرت کے رنگ میں زبان زدِ عوام و خواص ہو گیا۔"(" تتمہ حقیقۃالوحی" روحانی خزائن جلد22 صفحہ 553)

. . . . . بہرحال یہ چند مثالیں اور باتیں میں نے آپ علیہ السلام کے حوالوں سے مختصر بیان کی ہیں۔ کاش کہ مخالفین آپؑ کی کتب پڑھیں۔ آپؑ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائیدات و نشانات کو دیکھیں جو صفحات پر نہیں جیسا کہ میں نے کہا کئی کتابوں پر مشتمل ہیں۔ زمانے کی ضرورت کو بھی دیکھیں بلکہ زمانے کی ضرورت کے مطابق خود یہ اعتراض کرنے والے علماء بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ یہ زمانہ کسی مصلح اور مہدی کو چاہتا ہے لیکن پھر بھی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہے اس کا خود بھی انکار کر رہے ہیں اور عامۃ المسلمین کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔ آسمانی نشانیاں پوری ہوئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں، لیکن پھر بھی یہ اپنی بدقسمتی کو ہی آواز دے رہے ہیں۔ اس طرف نہیں دیکھتے۔

آج مسلمان اگر اس حقیقت کو سمجھ لیں کہ جو مسیح و مہدی آنے والا تھا وہ آگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی عاشق اور غلامِ صادق بھی یہی ہے اور اس کی بیعت میں آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بموجب ضروری ہے اور کامل وفا کے ساتھ اس کی بیعت میں شامل ہو جائیں تو مسلمان ان کو ماننے کے بعد دنیا میں اپنی برتری منوا سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بن سکتے ہیں ورنہ یہی ان کا حال رہنا ہے جو ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل اور سمجھ دے۔

رمضان کے مہینے میں احمدی جہاں اپنے لیے دعا کریں اور جماعت کے ہر قسم کے فتنے سے بچنے کے لیے بھی دعا کریں وہاں مسلم امہ کے لیے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے اور اندھیروں سے انہیں نکالے اور انہیں اس بات کا ادراک عطا فرمائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ختم نبوت کو حقیقی طور پر جاننے والے ہوں۔ اس بات کا ادراک ان کو حاصل ہو جائے کہ مقام ختم نبوت کو حقیقی طور پر جاننے والے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود اور مہدی معہود ہی ہیں اور آپؑ کی جماعت ہی ہے۔"

(از خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 24 مارچ 2023ء، روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 14 اپریل 2023ء صفحہ 2 تا 7)

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ ﷺ کا عظیم الشان مقام اور ذاتی قوت قدسی

از افاضات حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

سورۃ جمعہ میں اللہ تعالیٰ اپنا ایک انعام پیش کرتا ہے، فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیۡهِمۡ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ ٭ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ۔ (الجمعة: 3)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:

”اُس اللہ نے (جس کی تسبیح زمین و آسمان کے ذرّات اور اجرام کرتے ہیں۔ اور ہر شئے جو اُن میں ہے۔ وہ اللہ جو الۡمَلِکِ الۡقُدُّوۡسِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ہے) اُمِّیُوں میں (عربوں میں) ان ہی کا ایک رسول اُن میں بھیجا جو اُن پر اللہ کی آیتیں تلاوت کرتا ہے۔ اور ان کو پاک صاف کرتا ہے۔ اور ان کو الکتاب اور الحکمۃ سکھاتا ہے۔ اور اگرچہ وہ اس رسول کی بعثت سے پہلے کھلی کھلی اور خدا سے قطع تعلق کر دینے والی گمراہی میں تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مکّہ والوں میں اللہ تعالیٰ کی عزّت اور حمد کا ایک بیّن ثبوت ہے کیونکہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے... اہل دنیا اس رشتہ سے جو انسان کو اپنے خالق کے ساتھ رکھنا ضروری ہے۔ بالکل بے خبر اور ناآشنا تھے۔ ہزاروں ہزار مشکلات اس رشتہ کے سمجھنے ہی میں پیدا ہو گئی تھیں۔ اُس کا قائم کرنا اور قائم رکھنا تو اور بھی مشکل تر ہو گیا تھا۔ **کتبِ الٰہیہ اور صُحُفِ انبیاء علیہم السلام میں تاویلاتِ باطلہ نے اصل عقائد کی جگہ لے لی تھی۔** اور پھر ان کی خلاف ورزی مقدرت سے باہر تھی۔ دنیا پرستی بہت غالب ہوئی تھی۔ ان کے بڑے بڑے

سجادہ نشین احبار اور رُھبان کو اپنی گدّیاں چھوڑنا محال نظر آتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے بڑے بڑے لوگوں کا ذکر کیا کیونکہ اُس سے چھوٹوں کا خود اندازہ ہو سکتا تھا۔۔۔

اگر ہم ایک نمبر دار کی حالت بیان کریں کہ ایک قحط میں اُس پر فاقہ کشی کی مصیبت ہے تو اس سے چھوٹے درجے کے زمیندار کا حال خود بخود معلوم ہو جاتا ہے۔ قرآن شریف نے نہایت جامع الفاظ میں فرمادیا ہے کہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔(الروم: 42) جنگلوں اور سمندروں میں غرض ہر جگہ پر فساد نمودار ہو چکا ہے۔ وہ جو اپنے آپ کو ابراہیم کے فرزند کہلاتے تھے اُن کی نسبت قرآن ہی نے خود شہادت دی ہے۔ اَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ۔(التوبة :8) اوران میں اکثر لوگ فاسق تھے۔ اور یہاں تک فسق وفجور نے ترقی کی ہوئی تھی کہ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ۔(المائدة: 61) یہ اُس وقت کے لکھے پڑھے علماء سجادہ نشین خدا کی کتابِ مقدّس کے وارث لوگوں کا نقشہ ہے کہ وہ ایسے ذلیل اور خوار ہیں جیسے بندر۔ اور ایسے شہوت پرست اور بے حیا ہیں جیسے خنزیر۔ اس سے اندازہ کرو اُن لوگوں کا جو لکھے پڑھے نہ تھے۔ جو کتابِ مقدّس کے وارث نہ تھے۔ جو موسیٰ کی گدّی پر نہ بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر یہ تو ان کے اخلاق۔ یہ عاداتِ بد یا عزّت و ذلّت کی حالت کا نقشہ ہے۔ اگرچہ ایک دانش مند اخلاقی حالت اور عُرفی حالت کو ہی دیکھ کر روحانی حالت کا پتہ لگا سکتا ہے۔ مگر خود خدا تعالیٰ نے بھی بتادیا کہ روحانی حالت بھی ایسی خراب ہو چکی تھی کہ وہ عبدۃ الطاغوت بن گئے تھے۔ یعنی حدود الٰہی کے توڑنے والوں کے عبد بنے ہوئے تھے۔ اُن کے معبود طاغوت تھے۔

اب خیال کرو کہ اخلاقی حالت پر وہ اثر، رُوح پر یہ صدمہ، عزّت کی وہ حالت، یہ ہے وہ قوم جو نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ(المائدة:19) کہنے والی تھی۔ اس سے چھوٹے درجہ کی مخلوق کا خود قیاس کرلو۔ یہ نقشہ کافی ہے عقائد کے سمجھنے کے لئے، یہ کافی ہے عزّت و آبرو کے سمجھنے کے لئے کہ جو بندر کی عزّت ہوتی ہے۔ پھر یہ نقشہ کافی ہے اخلاق کے معلوم کرنے کے لئے جو خنزیر کے ہوتے ہیں کہ وہ سارا بے حیائی اور شہوت کا پُتلا ہوتا ہے۔

جب ان لوگوں کا حال میں نے سنایا جو نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ۔ کہتے، جو ابراہیمؑ کے فرزند کہلاتے تھے۔ تو عیسائیوں پر قیاس کرلو، اُن کے پاس تو کوئی کتاب ہی نہ رہی تھی، اور کفّارہ کے اعتقاد نے ان کو پوری آزادی اور اباحت سکھا دی تھی۔ اور عربوں کا حال تو ان سے سے بدتر ہو گا، جن کے پاس آج تک کتاب اللہ پہنچی ہی نہ تھی۔ اور پھر یہ خصوصیت سے عرب ہی کا حال نہ تھا۔ ایران میں آتش پرستی ہوتی تھی۔ سچّے خدا کو چھوڑ دیا ہوا تھا، اور اہرمن اور یزدان دو جُدا جُدا خُدا مانے گئے تھے۔ ہندوستان کی حالت اس سے بھی بدتر تھی جہاں پتھروں، درختوں کی پُوجا اور پرستش سے تسلّی نہ پاکر آخر عورتوں اور مردوں کے شہوانی قویٰ تک پرستش جاری ہو چکی تھی۔ غرض جس طرف نظر اٹھا کر دیکھو، جدھر نگاہ

دوڑاؤ، دنیا کیا بلحاظ اخلاقِ فاضلہ اور کیا بلحاظ عبادات اور معاملات ہر طرح ایک خطرناک تاریکی میں مبتلا تھی ...

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ایک رسول کو عربوں میں مبعوث کیا جیسا کہ فرمایا: هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ الآیہ

یہ رسولؐ صرف عربوں ہی کے لئے نہ تھا باوصفیکہ عربوں میں مبعوث ہوا۔ **بلکہ اس کی دعوتِ عام اور کل دنیا کے لئے** جیسا کہ اس نے کل دنیا کو مخاطب کر کے سنایا:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا۔(الاعراف: 159)

اے لوگو! میں تم سب کی طرف رسول ہو کر آیا ہوں۔ اور پھر ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔(الانبیاء:108)

یعنی ہم نے تم کو تمام عالموں پر رحمت کے لئے بھیجا ہے۔ اسی لئے وہ شہر جہاں سرورِ عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور پایا۔ امّ القریٰ ٹھہرا۔ اور وہ کتابِ مبین جس کی شان ہے لَا رَیۡبَ فِیۡهِ۔ وہ ام الکتاب کہلائی۔ اور وہ لسان جس میں امّ الکتب اتری۔ امّ الالسنہ ٹھہری۔ یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل تھا۔ جو آدم زاد پر ہوا۔ اور بالخصوص عربوں پر! اس رسول نے آکر کیا:

یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیۡهِمۡ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ ۚ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ۔

پہلا کام یہ کیا کہ ان پر خدا کی آیات یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ پڑھ دیں پھر نرے پڑھ دینے سے تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے دوسرا کام یہ کیا یُزَکِّیۡهِمۡ ان کو پاک صاف کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر عظیم شان اور بلند مرتبہ ہے۔ دوسرے کسی نبی کی بابت یہ نہیں کہا کہ یُزَکِّیۡهِمۡ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی قوّتِ قدسی اور قوّتِ تاثیر کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر اُس کی کایا پلٹ دی۔ ان کے اخلاق، عادات اور ایمان میں ایسی تبدیلی کی جو دنیا کے کسی مصلح اور ریفارمر کی قوم میں نظر نہیں آتی۔ جو شخص اس ایک ہی امر پر غور کرے گا۔ تو اُسے بغیر کسی چُون وچرا کے ماننا پڑے گا۔ کہ ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوّتِ قُدسی اور تاثیر قوی اور افاضۂ برکات میں سے سب نبیوں سے بڑھ کر اور افضل ہیں اور یہی ایک بات ہے جو قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت دوسری تمام کتابوں اور نبیوں کے مقابلہ میں بدیہی ثبوت ہے۔

عیسائیوں نے حضرت مسیحؑ کی شان میں غلو اس قدر کیا کہ (باوجودیکہ وہ اپنی عاجزی اور بے کسی کا ہمیشہ اعتراف

کرتے رہے اور کبھی خدائی کا دعویٰ نہ کیا، ان کو خدا بنا دیا۔ لیکن اگر ان سے پوچھا جاوے کہ اس خدا نے دنیا میں آکر کیا کیا؟ تو میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کوئی قابلِ اطمینان جواب اس قوم کے پاس نہیں ہے یہ ہم مانتے ہیں کہ جب مسیحؑ آئے اُس وقت یہودیوں کی ایمانی اور اخلاقی حالت بہت گری ہوئی تھی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ان کے اخلاق اور عادات اور ایمان میں کیا تبدیلی کی؟ جب کہ وہ اپنے حواریوں کا بھی کامل طور پر تزکیہ نہ کر سکے۔ تو اَوروں کو تو کیا فیض پہنچتا؟

یہی موجودہ انجیل جو اس قوم کے ہاتھ میں ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ چند لالچی اور ضعیف الایمان آدمیوں کے سوا وہ کوئی جماعت جو اپنے تزکیہ نفس میں نمونہ ٹھہر سکے۔ دنیا کے سامنے پیش نہ کر سکے! جو ہمیشہ اپنے مُرشد وامام کے ساتھ بے وفائی کرتے رہے! حتیٰ کہ بعض ان میں سے اس کی جان کے دشمن ثابت ہوئے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قرآن شریف نے دعویٰ کیا ہے وَ یُزَکِّیۡہِمۡ اور اس دعویٰ کا ثبوت بھی دیا۔ جب کہ ان میں حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر دی۔ وہ قوم کہ جو بُت پرستی میں غرق تھی۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والی ہی ثابت نہیں ہوئی بلکہ توحید کو جوش اور صدق سے انہوں نے قبول کیا کہ تلواروں کے سایہ میں بھی اس اقرار کو نہیں چھوڑا۔ ملک و مال۔ احباب رشتہ داروں کو چھوڑنا منظور کیا۔ مگر اس چھوڑی ہوئی بُت پرستی کو پھر منظور نہ کیا۔

اپنے سیّد و مولیٰ رسولؐ کے ساتھ وہ وفاداری اور ثباتِ قدم دکھایا جس کی نظیر دنیا کی کوئی قوم پیش نہیں کر سکتی۔ یہاں تک کہ غیر قوموں کو بھی اس کا اعتراف کرنا پڑا۔ یہ واقعات ہیں جن کو (کوئی) جھٹلا نہیں سکتا۔ اس لئے مجھے ضرورت نہیں کہ میں ان پر کوئی لمبی بحث کروں۔ میرا مطلب اور مدعا صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ دوسرا کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیا کہ ان کا تزکیہ کیا کہ ان کی حالت یہاں تک پہنچی کہ

یَخِرُّوۡنَ لِلۡاَذۡقَانِ یَبۡکُوۡنَ وَ یَزِیۡدُہُمۡ خُشُوۡعًا۔(بنی اسرائیل:110)

وہ روتے ہوئے ٹھوڑی کے بل گر پڑتے ہیں اور ان کو فروتنی میں ترقی ملی ہے

اور یَبِیۡتُوۡنَ لِرَبِّہِمۡ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا۔(الفرقان:65) اپنے خدا کے سامنے راتیں سجدہ اور قیام میں کاٹ دیتے ہیں تَتَجَافٰی جُنُوۡبُہُمۡ عَنِ الۡمَضَاجِعِ یَدۡعُوۡنَ رَبَّہُمۡ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا۔(السجدۃ:17) راتوں کو اپنی خواب گاہوں اور بستروں سے اُٹھ اُٹھ کر خوف اور امید سے اپنے ربّ کو پکارتے ہیں۔ پھر یہاں تک اُن کا تزکیہ کیا کہ آخر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ۔(المائدۃ:120) کی سند ان کو مل گئی۔ کسی ہادی اور مصلح کی ایسی سچّی تاثیر اور تزکیہ کا پتہ دو۔

میں نے ہزاروں ہزار کتابیں پڑھی ہیں اور دنیا کے مختلف مذاہب کو ٹٹولا اور تحقیق کیا ہے۔ میں دعویٰ سے کہتا

ہوں کہ اس قسم کی حیرت انگیز تبدیلی، کوئی ہادی، پیغمبر، نبی، رسُول، اپنی قوم میں نہیں کر سکا جو ہماری سرکار نے کی!

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

یہ چھوٹی سی بات نہیں۔ یہ بہت بڑی عظیم الشان بات ہے۔ **اس وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوّتِ قدسی اور تاثیر افاضہ ٔبرکات کا ایک زندہ نمونہ موجود ہے جس سے آپؐ کی شان اور ہمّت اور علوّ مرتبت اور بھی بڑھ جاتی** ہے۔ کہ وہ تیرہ سو سال کے بعد بھی اپنی تاثیریں ویسی ہی زبردست اور قوی رکھتا ہے جس سے ہم ایک اربعہ متناسبہ کے قاعدہ سے یہ ثابت کرسکتے ہیں کہ اس کی تاثیریں ابدی ہیں اور وہ ابد الآباد کے لئے دنیا کا ہادی اور رسول ہے۔ **اس وقت ہمارا امام زندہ نمونہ ہے** ان برکات اور فیوض کا۔ جس نے آکر ان فیوض اور برکات اور قدسی تاثیروں کا ثبوت دیا ہے۔ جو صحابہ کی کامیاب قوم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فیضِ صحبت سے ہوئیں۔ اگر دنیا میں کسی اور نبی کی برکات اور فیوض اس قسم کے ہیں تو پھر ہم ان کے ماننے والوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر انہوں نے اپنی قوم کا تزکیہ کیا تھا تو اس کے ثبوت کے لئے آج کوئی مزکّی نفس پیش کرو! اوروں کو جانے دو۔ یسوع مسیح کو خدا بنانے والی قوم اس کی خدائی کا کوئی کرشمہ اب ہی دکھائے۔ مگر یہ سب مُردہ ہیں۔ جو ایک مُردہ کی پرستش کرتے ہیں۔ اس لئے وہ زندوں کا مقابلہ نہیں کرسکتے!

غرض دوسرا کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ وہ آیات جو آپؐ نے پڑھ کر سنائیں۔ اپنے عمل سے اور اس کی تاثیروں سے بتادیا کہ اس کا منشاء کیا ہے؟ منشاء بھی بتادیا اور عمل کرا کر بھی دکھا دیا۔ کیونکہ کتاب کا پڑھنا اور اس کے مطالب و منشاء سے آگاہ کردینا کوئی بڑا کام نہیں۔ جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو کہ عمل کرنے کی رُوح پیدا ہو جاوے۔ کتاب کا پڑھنا بھی ضائع ہو جاتا ہے۔ جب کہ کوئی سننے کے لئے تیار نہیں۔ جب تک پڑھنے والا خود نہیں سمجھتا۔ دوسروں کو سمجھا نہیں سکتا۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ پہلے تعلیمات صحیحہ آجاویں۔ پھر ان کو پہنچایا جاوے اور سمجھایا جاوے کہ کیسے عمل درآمد ہوتا ہے۔ یا خود کرکے دکھایا جاوے۔ یہ ضروری مسئلہ ہے۔ غور کرکے دیکھو کہ کیا یہود کے سامنے ایک بڑا بھاری انبار کتابوں کا نہ تھا، کیا مجوس کے پاس کتابیں نہ تھیں، کیا عیسائی اپنی بغل میں کتابِ مقدّس مارے نہ پھرتے تھے اور کیا ان میں عمدہ باتیں بالکل نہ تھیں؟ تھیں اور ضرور تھیں۔ مگر ان میں اگر کچھ نہ تھا تو صرف یہی نہ تھا کہ ان پر عمل کرادینے والا کوئی نہیں تھا۔ جب تک ایک روح اس قسم کی نہ آوے جو انسان کو مزکّی بنادے اس وقت تک انسان ان تعلیمات سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔"

("حقائق الفرقان" مجموعہ تفسیری نکات حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ جلد4 صفحہ 85 تا 90)

❁❁❁❁❁

تعارف کتاب ”فتح اسلام“

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں،
کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔“

(”ملفوظات“ حضرت اقدس مسیح موعودؑ جلد 7 صفحہ 224 ایڈیشن 2022ء)

فتح اسلام

(اے۔ولیم)

تعارف:

حضرت اقدسؑ نے اپنے دعویٰ مسیحیت کے متعلق ایک مختصر رسالہ فتح اسلام کے نام سے لکھا اور اس کے ٹائیٹل پیج پر ایک رباعی لکھی جو اشعار اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو الہام فرمائے۔اور یہ اشعار بھی دراصل خلاصہ ہے آپؑ کے دعوئ مسیحیت کا اور بہت جامع انداز میں دلیل بھی اسی میں ہے۔رباعی کے وہ اشعار یہ ہیں۔

کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کے جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا
حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب خوبوں کو بھی تم نے مسیح بنا دیا

حضرت مسیح موعودؑ نے 1890ء کے آخر میں رسالہ فتح اسلام لکھا جو 1891ء کے اوائل میں شائع ہوا۔اور اب روحانی خزائن جلد 3 میں شامل ہے۔اس کتاب کے طبع اوّل کے 78 صفحات ہیں۔

مضامین کا خلاصہ:

اس کتاب کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے:

”فتح اسلام اور خدا تعالیٰ کی تجلّی خاص کی بشارت اور اس کی پیروی کی راہوں اور اس کی تائید کے طریقوں کی طرف دعوت رَبِّ انْفُخْ رُوْحَ بَرَكَةٍ فِيْ كَلَامِيْ هٰذَا وَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِ[1] اے ناظرین! عَافَاكُمُ اللّٰهُ فِي

[1] ترجمہ: اے میرے ربّ میرے اس کلام میں برکت کی روح پھونک دے اور لوگوں کے دل اس طرف مائل کر دے۔

اللّٰہُ دُنْیَا وَالدِّیْنِ۔[1] آج یہ عاجز ایک مدّت مدید کے بعد اس الٰہی کارخانہ کے بارے میں جو خدا تعالیٰ نے دین اسلام کی حمایت کے لئے میرے سپرد کیا ہے ایک ضروری مضمون کی طرف آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہے اور میں اس مضمون میں جہاں تک خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے مجھے تقریر کرنے کا مادہ بخشا ہے اس سلسلہ کی عظمت اور اس کارخانہ کی نصرت کی ضرورت آپ صاحبوں پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں تا وہ حق تبلیغ جو مجھ پر واجب ہے اس سے میں سبکدوش ہو جاؤں۔ پس اس مضمون کے بیان کرنے میں مجھے اس سے کچھ غرض نہیں کہ اس تحریر کا دلوں پر کیا اثر پڑے گا۔ صرف غرض یہ ہے کہ جو بات مجھ پر فرض ہے اور جو پیغام پہنچانا میرے پر قرضہ لازمہ کی طرح ہے وہ جیسا کہ چاہیئے مجھ سے ادا ہو جائے خواہ لوگ اس کو بسمع رضا سنیں اور خواہ کراہت اور قبض کی نظر سے دیکھیں۔ اور خواہ میری نسبت نیک گمان رکھیں اور یا بدظنی کو اپنے دلوں میں جگہ دیں۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ۔'' (فتح اسلام صفحہ 1،2، رخ جلد 3 صفحہ 3)

نیز تحریر فرمایا:

''اس عاجز کو اور بزرگوں کی فطرتی مشابہت سے علاوہ جس کی تفصیل براہین احمدیہ میں بہ بسط تمام مندرج ہے حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے اور اسی فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اُترا ہوں اُن پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے۔ جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کے پورا کرنے کے لئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کریگا بلکہ کر رہا ہے اور اگر میں چُپ بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رُکی بھی رہے تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اُترے ہیں اپنا کام بند نہیں کر سکتے اور اُنکے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔'' (فتح اسلام صفحہ 17,16 حاشیہ، رخ جلد 3 صفحہ 11ح)

اور مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر شکر کرو اور شکر کے سجدات بجالاؤ۔ آپؑ نے اسی کتاب فتح اسلام میں تحریر فرمایا:

''اَب اے مسلمانو سنو! اور غور سے سنو! کہ اسلام کی پاک تاثیروں کے روکنے کے لئے جس قدر پیچیدہ افترا اس عیسائی قوم میں استعمال کئے گئے اور پُر مکر حیلے کام میں لائے گئے اور اُن کے پھیلانے میں جان توڑ کر اور مال کو پانی کی طرح بہا کر کوششیں کی گئیں یہاں تک کہ نہایت شرمناک ذریعے بھی جن کی تصریح سے اس مضمون کو منزّہ رکھنا بہتر ہے اِسی

---

[1] ترجمہ: اللہ تمہیں دین و دنیا میں عافیت عطا فرمائے۔

راہ میں ختم کئے گئے۔ یہ کرسچن قوموں اور تثلیث کے حامیوں کی جانب سے وہ ساحرانہ کارروائیاں ہیں کہ جب تک اُن کے اِس سحر کے مقابل پر خدا تعالیٰ وہ پُرزور ہاتھ نہ دکھاوے جو معجزہ کی قدرت اپنے اندر رکھتا ہو اور اُس معجزہ سے اِس طلسمِ سحر کو پاش پاش نہ کرے تب تک اس جادُوئے فرنگ سے سادہ لوح دلوں کو مخلصی حاصل ہونا بالکل قیاس اور گمان سے باہر ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے اس جادو کے باطل کرنے کے لئے اِس زمانہ کے سچے مسلمانوں کو یہ معجزہ دیا کہ اپنے اس بندہ کو اپنے الہام اور کلام اور اپنی برکاتِ خاصّہ سے مشرف کر کے اور اپنی راہ کے باریک علوم سے بہرۂ کامل بخش کر مخالفین کے مقابل پر بھیجا اور بہت سے آسمانی تحائف اور علوی عجائبات اور اور روحانی معارف و دقائق ساتھ دیئے تا اس آسمانی پتھر کے ذریعہ سے وہ موم کا بُت توڑ دیا جائے جو سحر فرنگ نے تیار کیا ہے۔

سو اے مسلمانوں! اس عاجز کا ظہور ساحرانہ تاریکیوں کے اُٹھانے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ ہے۔ کیا ضرور نہیں تھا کہ سحر کے مقابل پر معجزہ بھی دنیا میں آتا۔ کیا تمہاری نظروں میں یہ بات عجیب اور ان ہونی ہے کہ خدا تعالیٰ نہایت درجہ کے مکروں کے مقابلہ پر جو سحر کی حقیقت تک پہنچ گئے ہیں ایک ایسی حقانی چمکار دکھاوے جو معجزہ کا اثر رکھتی ہو۔

اے دانشمندو! تم اس سے تعجب مت کرو کہ خدا تعالیٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی اور ایک بندہ کو مصلحتِ عام کے لئے خاص کر کے بغرض اعلائے کلمۂ اسلام واشاعتِ نُور حضرت خیر الانام اور تائید مسلمانوں کے لئے اور نیز اُن کی اندرونی حالت کے صاف کرنے کے ارادہ سے دنیا میں بھیجا۔ تعجب تو اس بات میں ہوتا کہ وہ خدا جو حامی دین اسلام ہے جس نے وعدہ کیا تھا کہ میں ہمیشہ تعلیم قرآنی کا نگہبان رہوں گا اور اسے سرد اور بے رونق اور بے نُور نہیں ہونے دُوں گا۔ وہ اس تاریکی کو دیکھ کر اور اِن اندرونی اور بیرونی فسادوں پر نظر ڈال کر چُپ رہتا اور اپنے اُس وعدہ کو یاد نہ کرتا جس کو اپنے پاک کلام میں مؤکّد طور پر بیان کر چکا تھا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر تعجب کی جگہ تھی تو یہ تھی کہ اُس پاک رسول کی یہ صاف اور کھلی کھلی پیشگوئی خطا جاتی جس میں فرمایا گیا تھا کہ ہر ایک صدی کے سر پر خدا تعالیٰ ایک ایسے بندہ کو پیدا کرتا رہے گا کہ جو اسکے دین کی تجدید کریگا **سو یہ تعجب کا مقام نہیں بلکہ ہزار در ہزار شکر کا مقام اور ایمان اور یقین کے بڑھانے کا وقت ہے** کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کو پورا کر دیا اور اپنے رسول کی پیشگوئی میں ایک منٹ کا بھی فرق پڑنے نہیں دیا اور نہ صرف اس پیشگوئی کو پورا کر کے دکھلایا بلکہ آئندہ کے لئے بھی ہزاروں پیشگوئیوں اور خوارق کا دروازہ کھول دیا۔ **اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجالاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گزر گئے اور بیشمار روحیں اُس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں وہ وقت**

تم نے پالیا۔ اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اُٹھانا یا نہ اُٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔“

(فتح اسلام صفحہ 5 تا 10، رخ جلد 3 صفحہ 7،5، بولڈ اور خط کشیدہ فقرات خاکسار مرتب کی طرف سے ہے)

رسالہ فتح اسلام میں اسلام کے احیاء کے لئے آپؑ نے بڑی ہی دردمندانہ درخواست کرتے ہوئے لکھا:

”سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اُسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اُس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لیے ساری ذلّتیں قبول نہ کر لیں۔ **اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔** یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اَب چاہتا ہے۔“

(فتح اسلام صفحہ 15 تا 17، رخ جلد 3 صفحہ 11،10)

اس عظیم الشان کارخانہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی رہنمائی فرمائی کہ پانچ شاخوں پر کام کو تقسیم کیا جائے جو اسلام کی اشاعت اور غلبہ کے لئے ضروری ہیں۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ نے اس کتاب میں لکھا:

”اور ضرور تھا کہ وہ مہم عظیم کے روبراہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قائم کرتا۔ سو اُس حکیم و قدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا اور دنیا کو حق اور راستی کی طرف کھینچنے کے لئے کئی شاخوں پر امر تائید حق اور اشاعت اسلام کو منقسم کر دیا۔ چنانچہ منجملہ ان شاخوں کے

1: **ایک شاخ تالیف و تصنیف کا سلسلہ ہے** جس کا اہتمام اِس عاجز کے سپرد کیا گیا۔ اور وہ معارف و دقائق سکھلائے گئے جو انسان کی طاقت سے نہیں بلکہ صرف خدا تعالیٰ کی طاقت سے معلوم ہو سکتے ہیں اور انسانی تکلّف سے نہیں بلکہ روح القدس کی تعلیم سے مشکلات حل کر دیئے گئے۔

2: دوسری شاخ اس کارخانہ کی اشتہارات جاری کرنے کا سلسلہ ہے جو بحکم الٰہی اتمامِ حجّت کی غرض سے جاری ہے اور اب تک بیس 20 ہزار سے کچھ زیادہ اشتہارات اسلامی حجّتوں کو غیر قوموں پر پورا کرنے کے لئے شائع ہو چکے ہیں اور آئندہ ضرورت کے وقتوں میں ہمیشہ ہوتے رہیں گے۔

3: تیسری شاخ اس کارخانہ کی واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرّقہ سے آنیوالے ہیں جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پا کر اپنی اپنی نیّتوں کی تحریک سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں۔ یہ

شاخ بھی برابر نشوو نما میں ہے۔ اگرچہ بعض دنوں میں کچھ کم مگر بعض دنوں میں نہایت سرگرمی سے اس کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ان سات برسوں میں ساٹھ 60 ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہوں گے اور جس قدر اُن میں سے مستعد لوگوں کو تقریری ذریعوں سے روحانی فائدہ پہنچایا گیا اور اُن کے مشکلات حل کر دئے گئے۔ اور اُن کی کمزوری کو دور کر دیا گیا اس کا علم خدا تعالیٰ کو ہے۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زبانی تقریریں جو سائلین کے سوالات کے جواب میں کی گئیں یا کی جاتی ہیں یا اپنی طرف سے محل اور موقعہ کے مناسب کچھ بیان کیا جاتا ہے یہ طریق بعض صورتوں میں تالیفات کی نسبت نہایت مفید اور موثر اور جلد تر دلوں میں بیٹھنے والا ثابت ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام نبی اس طریق کو ملحوظ رکھتے رہے ہیں۔ . .

4: چوتھی شاخ اس کارخانہ کی وہ مکتوبات ہیں جو حق کے طالبوں یا مخالفوں کی طرف لکھے جاتے ہیں۔ چنانچہ اب تک عرصہ مذکورہ بالا میں نوے 90 ہزار سے بھی کچھ زیادہ خط آئے ہوں گے جن کا جواب لکھا گیا بجز بعض خطوط کے جو فضول یا غیر ضروری سمجھے گئے اور یہ سلسلہ بھی بدستور جاری ہے اور ہر ایک مہینے میں غالباً تین سو 300 سے سات سو 700 یا ہزار تک خطوط کی آمد و رفت کی نوبت پہنچتی ہے۔

5: پانچویں شاخ اس کارخانہ کی جو خدا تعالیٰ نے اپنی خاص وحی اور الہام سے قائم کی مریدوں اور بیعت کرنے والوں کا سلسلہ ہے۔ چنانچہ اُس نے اس سلسلہ کے قائم کرنے کے وقت مجھے فرمایا کہ زمین میں طوفانِ ضلالت برپا ہے تو اس طوفان کے وقت میں یہ کشتی طیار کر جو شخص اس کشتی میں سوار ہو گا وہ غرق ہونے سے نجات پا جائے گا اور جو انکار میں رہے گا اس کے لئے موت درپیش ہے۔ اور فرمایا کہ جو شخص تیرے ہاتھ میں ہاتھ دے گا اُس نے تیرے ہاتھ میں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ اور اُس خداوند خدا نے مجھے بشارت دی کہ میں تجھے وفات دُوں گا اور اپنی طرف اُٹھالوں گا مگر تیرے سچے متبعین اور محبیّن قیامت کے دن تک رہیں گے اور ہمیشہ منکرین پر اُنہیں غلبہ رہے گا۔

یہ پانچ طور کا سلسلہ ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا اگرچہ ایک سرسری نگاہ والا آدمی صرف تالیف کے سلسلہ کو ضروری سمجھے گا اور دوسری شاخوں کو غیر ضروری اور فضول خیال کرے گا مگر خدا تعالیٰ کی نظر میں یہ سب ضروری ہیں اور جس اصلاح کے لئے اُس نے ارادہ فرمایا ہے وہ اصلاح بجز استعمال اِن پانچوں طریقوں کے ظہور پذیر نہیں ہو سکتی۔“ (فتح اسلام صفحہ 17 تا 43، رخ جلد 3 صفحہ 11 تا 26)

پھر ان پانچ شاخوں کے لئے قانون قدرت اور گزشتہ انبیاء کے طریق پر آپؑ نے مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ کی آواز دیتے ہوئے فرمایا:

”اگرچہ یہ تمام کاروبار خدا تعالیٰ کی خاص امداد اور خاص فضل پر چھوڑا گیا ہے اور اس کے انجام پہنچانے کے لئے

وہی کافی اور اُسی کے مبشّرانہ وعدے اطمینان بخش ہیں لیکن اُسی کے حکم اور تحریک سے مسلمانوں کو امداد کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ کے تمام نبی جو گذر چکے ہیں مشکلات پیش آمدہ کے وقت پر توجہ دلاتے رہے ہیں سو اُسی توجہ دہی کی غرض سے کہتا ہوں کہ یہ بات ظاہر ہے کہ اِن پنجگانہ شاخوں کے احسن طریق اور وسیع طور پر جاری رہنے کے لئے کس قدر مسلمانوں کی جمہوری امداد درکار ہے۔“ (فتح اسلام صفحہ 24،23،رخ جلد3 صفحہ 26،27)

اسی طرح اس کتاب میں آپؑ نے یہ بھی ذکر فرمایا کہ براہین احمدیہ کا بہت سا حصہ ہنوز طبع کے لائق ہے۔ اسی طرح بعض دوسرے رسائل جیسے اَشْعَۃُ القرآن، سراج منیر، تجدید دین، اربعین فی علامات المقربین بھی طباعت کے لئے زیر غور تھے اور قرآن شریف کی ایک تفسیر کا بھی ارادہ تھا۔ اور عیسائی عقائد کی تردید میں ایک ماہوار رسالہ کا بھی خیال تھا۔ ان سب کاموں کے لئے سرمایہ کی ضرورت تھی۔ آپؑ نے ملک ہند کے مسلمانوں کو دردمندانہ اپیل کی (از فتح اسلام صفحہ 51,50،رخ جلد3 صفحہ 30) لیکن بڑے بڑے نواب اور رئیسوں کی طرف سے لبیک کی کوئی خاص آواز سنائی نہ دی۔ شاید اس لئے بھی کہ آغاز میں مسیح ناصری کے ساتھ ایک یہ مشابہت بھی پوری ہو جائے کہ آغاز میں تھوڑے ہی لوگوں نے آپؑ کا ساتھ دیا۔ البتہ کچھ ایسے مخلص بھی تھے جو آپؑ کے ساتھ دلی ارادت و محبت کا تعلق رکھتے تھے۔ جن کے بارہ میں حضرت اقدسؑ نے خود فرمایا کہ ”میں تجربہ سے نہ صرف حسن ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ انہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں۔“ (فتح اسلام صفحہ 60،رخ جلد 3 صفحہ 35)

ان میں سب سے نمایاں حضرت مولوی حکیم نورالدین بھیرویؓ تھے ،اس کے بعد آپ نے چند اور دلی دوستوں کا بھی ذکر فرمایا۔ کتاب کے آخر پر اسلام کی حالت پر ایک دردناک مرثیہ بھی نظم فرمایا۔ چند اشعار بطور تبرک شامل ہیں:

مے سزد گر خوں ببارد دیدۂ ہر اہل دیں　　بر پریشاں حالِ اسلام و قحطُ المسلمین

مناسب ہے کہ ہر دیندار کی آنکھ خون کے آنسو روئے اسلام کی پریشان حالی اور قحط المسلمین پر۔

دین حق را گردش آمد صعبناک و سہمگیں　　سخت شورے او فتاد اندر جہاں از کفرو کیں...

خدا کے دین پر نہایت خوفناک اور پُرخطر گردش آگئی کفر و شقاوت کی وجہ سے دنیا میں سخت فساد برپا ہوگیا۔

ہر طرف کفر ست جو شاں ہمچو افواجِ یزید　　دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زَینُ العابدین...

افواج یزید کی مانند ہر طرف کفر جوش میں ہے اور دین حق زین العابدین کی طرح بیمار و بیکس ہے

این زمانے آنچناں آمد کہ ہر ابن الجہول　　از سفاہت میکند تکذیب ایں دینِ متیں...

اب ایسا زمانہ آگیا ہے کہ ہر احمق بے وقوفی سے اس دینِ متین کی تکذیب کرتا ہے

ایں دو فکرِ دینِ احمد مغزِ جانِ ماگداخت　　کثرتِ اَعدائے ملّت قلّتِ انصارِ دیں

دین احمد کے متعلق ان دو فکروں نے میری جان کا مغز گھلا دیا اعدائے ملت کی کثرت اعدائے انصار دین کی قلت۔

(فتح اسلام صفحہ 75 تا 77 رخ جلد 3 صفحہ 44 تا 46)

اسی کتاب میں آپؑ نے دینی کاموں کے لئے ماہوار چندہ بھی بطور فرض کے لازم قرار دیتے ہوئے فرمایا:

”جو شخص اپنی حیثیت کے موافق کچھ ماہواری دینا چاہتا ہے وہ اس کو حق واجب اور دَین لازم کی طرح سمجھ کر خود بخود ماہوار اپنی فکر سے ادا کرے اور اس فریضہ کو خالصۃً للہ نذر مقرر کر کے اس کے ادامیں تخلف یا سہل انگاری کو روانہ رکھے۔ اور جو شخص یکمشت امداد کے طور پر دینا چاہتا ہے وہ اسی طرح ادا کرے۔“ (فتح اسلام صفحہ 76، رخ جلد 3 صفحہ 33)

گویا جماعتی چندہ جات کا باقاعدہ آغاز اس ارشاد سے ہوا۔ اور ایک قسم کا لازمی چندہ قرار دیتے ہوئے اس کو دَین لازم یعنی ایک قرض کی طرح لازم قرار دیا جو بہر صورت ادا کرنا ہی ہوتا ہے۔

کتاب میں آپؑ نے اپنی جماعت کے افراد کو بڑے ہی پیار کے ساتھ توجہ دلائی کہ میرے ساتھ تعلق جوڑے رکھنا کہ اسی میں خیر وعافیت ہے۔ چنانچہ فرمایا:

”اور تم اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درختِ وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی اپنا آرام، اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اُسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے لیکن میں اس خدمت کے لئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کر سکتا تاکہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں۔ میرا دوست کون ہے؟ اور میرا عزیز کون؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے۔ مجھے کون پہچانتا ہے؟ صرف وہی جو مجھ پر یقین رکھتا ہے کہ میں بھیجا گیا ہوں۔ اور مجھے اُس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں۔ دنیا مجھے قبول نہیں کر سکتی کیونکہ میں دنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اُس عالم کا حصّہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اُس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے

وہ اُس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اُس روشنی سے حصّہ لے گا مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دُور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانہ کا حِصنِ حصین مَیں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزّاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دُور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے! اور اُس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔ مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندۂ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے اور مَیں اُس میں ہوں۔“ (فتح اسلام صفحہ 58,57، رخ جلد3 صفحہ 34)

آپؑ نے اس میں تجدید دین کی بھی تشریح فرمائی کہ انجمنیں قائم کرنا اور مدارس کھولنا ہی تائید دین کے لئے کافی نہیں ہے۔ آپؑ نے غیروں کا اپنے دین کے لئے کام کرنا بالخصوص عیسائی اقوام جو خدمت عیسائیت کر رہی ہیں مسلمانوں کے سامنے پیش کیا کہ کیا اتنی غیرت بھی اپنے دین یا محمد مصطفیٰ ﷺ کی ناموس کی نہیں؟ اور اسی طرح 1889ء میں سفر علیگڑھ کے دوران ایک واقعہ کی تفصیل بھی بیان فرمائی۔ جس کا ذکر مولوی محمد اسماعیل علیگڑھی نے ایک رسالہ میں کرتے ہوئے حضورؑ پر کچھ اعتراضات کئے تھے ان سب اعتراضات کا آپؑ نے جواب دیتے ہوئے اسے دعائے مباہلہ کی وعید کے نیچے رکھا۔ اور یہ دعا آخر خدا نے سنی اور اسی ایک سال کے اندر اندر وہ ہلاک ہو گیا۔

رسالہ فتح اسلام دسمبر 1890ء کے آخر میں لکھا گیا اور جنوری کے شروع میں یہ شائع ہو گیا۔ اور اس کتاب کے آخری صفحہ پر ایک اعلان شائع فرمایا کہ:

”اس رسالہ کے ساتھ دو اور رسالے تالیف کئے گئے ہیں جو در حقیقت اسی رسالہ کے جزو ہیں۔ چنانچہ اس رسالہ کا نام فتح اسلام اور دوسرے کا نام توضیح مرام اور تیسرے کا نام ازالہ اوہام ہے۔“

(فتح اسلام رخ جلد3 صفحہ 48)

اور پھر ایک اور اشتہار شائع فرمایا۔ جس میں آپؑ نے لکھا:

”جو کچھ اس عاجز نے مثیل مسیح کے بارے میں لکھا ہے یہ مضمون متفرق طور پر تین رسالوں میں درج ہے یعنی فتح اسلام اور توضیح مرام اور ازالہ اوہام میں۔ پس مناسب ہے کہ جب تک کوئی صاحب ان تینوں رسالوں کو غور سے نہ دیکھ لیں تب تک کسی مخالفانہ رائے ظاہر کرنے کے لئے جلدی نہ کریں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد1 صفحہ 219 اشتہار نمبر 57 بعنوان اطلاع بخدمت علماءِ اسلام ایڈیشن 2019ء)

اس کتاب میں آپؑ نے اپنے کچھ مخلصین کا ذکر بھی فرمایا ہے جو محبت واخلاص سے دینی خدمت میں حضور علیہ السلام کی تحریکات میں لبیک کہنے والے تھے۔ ان میں سب سے پہلے حضرت حاجی حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیروی (خلیفۃ المسیح الاولؓ) کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''سب سے پہلے میں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام اُن کے نُورِ اخلاص کی طرح **نور دین** ہے میں اُن کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلاء کلمہ اسلام کے لئے وہ کررہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہوسکتیں۔ اُن کے دل میں جو تائید دین کے لئے جوش بھرا ہے اُس کے تصوّر سے قدرت الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ وہ اپنے تمام مال اور تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو اُن کو میسّر ہیں ہر وقت اللہ رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں اور میں تجربہ سے نہ صرف حُسن ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ اُنہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں۔ اور اگر میں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کرکے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔ اُن کے بعض خطوط کی چند سطریں بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں تا انہیں معلوم ہو کہ میرے پیارے بھائی **مولوی حکیم نور الدین بھیروی** معالج ریاست جمّوں نے محبت اور اخلاص کے مراتب میں کہاں تک ترقی کی ہے اور وہ سطریں یہ ہیں۔

مولٰنا، مرشدنا، امامنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عالی جناب میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور امام زمان سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدّد کیا گیا وہ مطالب حاصل کروں۔ اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفادے دُوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دُوں۔ میں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔ حضرت پیرو مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔ اگر خریدار براہین کے توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمایئے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجالاؤں کہ اُن کی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کردوں۔ حضرت پیرو مرشد نابکار شرمسار عرض کرتا ہے اگر منظور ہو تو میری سعادت ہے۔ میرا منشاء ہے کہ براہین کے طبع کا تمام خرچ میرے پر ڈال دیا جائے پھر جو کچھ قیمت میں وصول ہو وہ روپیہ آپ کی ضروریات میں خرچ ہو۔ مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے لئے طیّار ہوں۔ دعا فرماویں کہ میری موت صدّیقوں کی موت ہو...'' (فتح اسلام رخ جلد 3 صفحہ 36,35)

ان کے علاوہ حضرت شیخ محمد حسین مرادآبادیؓ، حضرت حکیم فضل دین بھیرویؓ، میرزا عظیم بیگ صاحبؓ مرحوم ومغفور رئیس سامانہ علاقہ پٹیالہ کے اخلاص ووفا کا بڑی محبت سے ذکر فرمایا ہے۔

آپؑ نے رسالہ کے آخر میں بعض لوگوں کے اس وسوسہ کا جواب دیا ہے جو خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے گھبراتے ہیں اور یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ نہ جانے کوئی فریب ہی نہ ہو، چنانچہ آپؑ تحریر فرماتے ہیں:

''اس جگہ میں بعض اُن لوگوں کا وسوسہ بھی دُور کرنا چاہتا ہوں جو ذی مقدرت لوگ ہیں اور اپنے تئیں بڑا فیاض اور دین کی راہ میں فداشدہ خیال کرتے ہیں لیکن اپنے مالوں کو محل پر خرچ کرنے سے بکلّی منحرف ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہم کسی صادق مؤیّد مِنَ اللہ کا زمانہ پاتے جو دین کی تائید کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوتا تو ہم اُس کی نصرت کی راہ میں ایسے جھکتے کہ قربان ہی ہو جاتے۔ مگر کیا کریں ہر طرف فریب اور مکر کا بازار گرم ہے۔

مگر اے لوگو تم پر واضح رہے کہ دین کی تائید کے لئے ایک شخص بھیجا گیا لیکن تم نے اُسے شناخت نہیں کیا۔ وہ تمہارے درمیان ہے اور یہی ہے جو بول رہا ہے۔ پر تمہاری آنکھوں پر بھاری پردے ہیں۔ اگر تمہارے دل سچائی کے طلب گار ہوں تو جو شخص خدا تعالیٰ کے ہم کلام ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اُس کا آزمانا بہت سہل ہے۔ اُس کی خدمت میں آؤ۔ اس کی صحبت میں دو تین ہفتے رہو تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو اُن برکات کی بارشیں جو اُس پر ہو رہی ہیں اور وہ حقانی وحی کے انوار جو اُس پر اُتر رہے ہیں اُن میں سے تم بچشم خود دیکھ لو۔ جو ڈھونڈتا ہے وہی پاتا ہے۔ جو کھٹکھٹاتا ہے اُسی کے لئے کھولا جاتا ہے۔ اگر تم آنکھیں بند کر کے اور اندھیری کوٹھری میں چھپ کر یہ کہو کہ آفتاب کہاں ہے تو یہ تمہاری عبث شکایت ہے۔

اے نادان اپنی کوٹھری کے کواڑ کھول اور اپنی آنکھوں پر سے پردہ اُٹھا تا تجھے آفتاب نہ صرف نظر آوے بلکہ اپنی روشنی سے تجھے منوّر بھی کرے۔

بعض کہتے ہیں کہ انجمنیں قائم کرنا اور مدارس کھولنا ہی تائید دین کے لئے کافی ہے مگر وہ نہیں سمجھتے کہ دین کس چیز کا نام ہے اور اس ہماری ہستی کی انتہائی اغراض کیا ہیں اور کیوں کر اور کن راہوں سے وہ اغراض حاصل ہو سکتے ہیں۔ سو اُنہیں جاننا چاہیئے کہ انتہائی غرض اس زندگی کی خدا تعالیٰ سے وہ سچا اور یقینی پیوند حاصل کرنا ہے جو تعلقاتِ نفسانیہ سے چھوڑا کر نجات کے سرچشمہ تک پہنچاتا ہے۔ سو اس یقین کامل کی راہیں انسانی بناوٹوں اور تدبیروں سے ہرگز کھل نہیں سکتیں اور انسانوں کا گھڑا ہوا فلسفہ اس جگہ کچھ فائدہ نہیں پہنچاتا بلکہ یہ روشنی ہمیشہ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ سے ظلمت کے وقت میں آسمان سے نازل کرتا ہے اور جو آسمان سے اُترا وہی آسمان کی طرف لے جاتا ہے۔ سو اے وے لوگو جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک وشبہات کے نتیجہ میں اسیر اور نفسانی جذبات کے غلام ہو صرف اِسمی اور رَسمی اسلام

پر ناز مت کرو اور اپنی سچی رفاہیت اور اپنی حقیقی بہبودی اور اپنی آخری کامیابی انہی تدبیروں میں نہ سمجھو جو حال کی انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ سے کی جاتی ہیں۔ یہ اشغال بنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات کا پہلا زینہ متصوّر ہو سکتے ہیں مگر اصل مدّعا سے بہت دور ہیں۔ شاید ان تدبیروں سے دماغی چالاکیاں پیدا ہوں یا طبیعت میں پُرفنی اور ذہن میں تیزی اور خشک منطق کی مشق حاصل ہو جائے یا عالمیّت یا فاضلیّت کا خطاب حاصل کر لیا جائے اور شاید مدّت دراز کی تحصیل علمی کے بعد اصل مقصود کے کچھ مد بھی ہو سکیں۔۔۔۔ سوجاگو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔

مبادا سفر آخرت ایسی صورت میں پیش آوے جو در حقیقت الحاد اور بے ایمانی کی صورت ہو یقیناً سمجھو کہ فلاح عاقبت کی امیدوں کا تمام مدار و انحصار اِن رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہو سکتا اور اُس آسمانی نور کے اترنے کی ضرورت ہے جو شکوک و شبہات کی آلائشوں کو دُور کرتا اور ہوا و ہوس کی آگ کو بجھاتا اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت اور سچے عشق اور سچی اطاعت کی طرف کھینچتا ہے۔ اگر تم اپنی کانشنس سے سوال کرو تو یہی جواب پاؤ گے کہ وہ سچی تسلّی اور سچا اطمینان کہ جو ایک دم میں روحانی تبدیلی کا موجب ہوتا ہے وہ ابھی تک تم کو حاصل نہیں۔

پس کمال افسوس کی جگہ ہے کہ جس قدر تم رسمی باتوں اور رسمی علوم کی اشاعت کے لئے جوش رکھتے ہو اس کا عشر عشیر بھی آسمانی سلسلہ کی طرف تمہارا خیال نہیں۔ تمہاری زندگی اکثر ایسے کاموں کے لئے وقف ہو رہی ہے کہ اوّل تو وہ کام کسی قسم کا دین سے علاقہ ہی نہیں رکھتے اور اگر ہے بھی تو وہ علاقہ ایک ادنیٰ درجہ کا اور اصل مدّعا سے بہت پیچھے رہا ہوا ہے۔ اگر تم میں وہ حواس ہوں اور وہ عقل جو ضروری مطلب پر جا ٹھہرتی ہے تو تم ہرگز آرام نہ کرو جب تک وہ اصل مطلب تمہیں حاصل نہ ہو جائے۔

اے لوگو تم اپنے سچے خداوند خدا اپنے حقیقی خالق اپنے واقعی معبود کی شناخت اور محبت اور اطاعت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ پس جب تک یہ امر جو تمہاری خِلقت کی علّت غائی ہے بیّن طور پر تم میں ظاہر نہ ہو تب تک تم اپنی حقیقی نجات سے بہت دُور ہو۔ اگر تم انصاف سے بات کرو تو تم اپنی اندرونی حالت پر آپ ہی گواہ ہو سکتے ہو کہ بجائے خدا پرستی کے ہر دم دنیا پرستی کا ایک قوی ہیکل بُت تمہارے دل کے سامنے ہے جس کو تم ایک ایک سیکنڈ میں ہزار ہزار سجدہ کر رہے ہو اور تمہارے تمام اوقات عزیز دنیا کی جَڑ جَڑ، بک بک میں ایسے مستغرق ہو رہے ہیں کہ تمہیں دوسری طرف نظر اُٹھانے کی فرصت نہیں۔ کبھی تمہیں یاد بھی ہے کہ انجام اس ہستی کا کیا ہے۔ کہاں ہے تم میں انصاف! کہاں ہے تم میں امانت! کہاں ہے تم میں وہ راستبازی اور خدا ترسی اور دیانتداری اور فروتنی جس کی طرف تمہیں قرآن بلاتا ہے تمہیں کبھی بھولے بسرے برسوں میں بھی تو یاد نہیں آتا کہ ہمارا کوئی خدا بھی ہے۔ کبھی تمہارے دل میں نہیں گذرتا کہ اُس کے کیا کیا حقوق

تم پر ہیں۔سچ تو یہ ہے کہ تم نے کوئی غرض کوئی واسطہ کوئی تعلق اُس قیّوم حقیقی سے رکھا ہوا ہی نہیں اور اُس کا نام تک لینا تم پر مشکل ہے۔ اب چالاکی سے تم لڑو گے کہ ایسا ہرگز نہیں لیکن خدا تعالیٰ کا قانون قدرت تمہیں شرمندہ کرتا ہے جبکہ وہ تمہیں جتلاتا ہے کہ ایمانداروں کی نشانیاں تم میں نہیں۔اگرچہ تم اپنی دنیوی فکروں اور سوچوں میں بڑے زور سے اپنی دانشمندی اور متانتِ رائے کے مدعی ہو۔ مگر تمہاری لیاقت تمہاری نکتہ رسی تمہاری دُور اندیشی صرف دنیا کے کناروں تک ختم ہو جاتی ہے اور تم اپنی اس عقل کے ذریعہ سے اُس دوسرے عالم کا ایک ذرہ سا گوشہ بھی نہیں دیکھ سکتے جس کی سکونت ابدی کے لئے تمہاری روحیں پیدا کی گئی ہیں۔تم دنیا کی زندگی پر ایسے مطمئن بیٹھے ہو جیسے کوئی شخص ایک چیز ہمیشہ رہنے والی پر مطمئن ہوتا ہے۔ مگر وہ دوسرا عالم جس کی خوشیاں سچے اطمینان کے لائق اور دائمی ہیں وہ ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی تمہیں یاد نہیں آتا۔ کیا بد قسمتی ہے کہ ایک بڑے امر اہم سے تم قطعاً غافل اور آنکھیں بند کئے بیٹھے ہو اور جو گزشتنی گزاشتنی امور ہیں اُن کی ہوس میں دن رات سرپٹ دوڑ رہے ہو۔

تمہیں خوب خبر ہے کہ بلاشبہ وہ وقت تم پر آنے والا ہے کہ جو ایک دم میں تمہاری زندگی اور تمہاری ساری آرزوؤں کا خاتمہ کر دے گا مگر یہ عجیب شقاوت ہے کہ باوجود علم کے پھر اپنے تمام اوقات دنیا طلبی میں ہی برباد کر رہے ہو۔ اور دنیا طلبی بھی صرف وسائل جائزہ تک محدود نہیں بلکہ تمام ناجائز وسیلے جھوٹ اور دغا سے لے کر ناحق کے خون تک تم نے حلال کر رکھے ہیں۔اور اِن تمام شرمناک جرائم کے ساتھ جو تم میں پھیلے ہوئے ہیں کہتے ہو کہ آسمانی نور اور آسمانی سلسلہ کی ہمیں ضرورت نہیں بلکہ اس سے سخت عداوت رکھتے ہو اور تم نے خدا تعالیٰ کے آسمانی سلسلہ کو بہت ہلکا سمجھ رکھا ہے یہاں تک کہ اُس کے ذکر کرنے میں بھی تمہاری زبانیں کراہت سے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ اور بڑی رعونت اور ناک چڑھانے کی حالت میں ہجو کا حق ادا کرتی ہیں اور تم بار بار کہتے ہو کہ ہمیں کیوں کر یقین آوے کہ یہ سلسلہ منجانب اللہ ہے۔میں ابھی اس کا جواب دے چکا ہوں کہ اس درخت کو اس کے پھلوں سے اور اس نیر کو اُس کی روشنی سے شناخت کرو گے۔ میں نے ایک دفعہ یہ پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے۔ اب تمہارے اختیار میں ہے کہ اس کو قبول کرو یا نہ کرو اور میری باتوں کو یاد رکھو یا لوحِ حافظہ سے بُھلا دو۔

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو   یاد آئیں گے تمہیں میرے سخن میرے بعد''

(فتح اسلام رخ جلد 3 صفحہ 41 تا 44)

پرنٹنگ پریس کی ایجاد سے پہلے بائبل کے قلمی نسخوں میں ہونے والی ایک غلطی

PARABLEPSIS

(ایم۔ناصر)

انسان ضعیف البیان ہے بولنے میں بھی غلطی کر سکتا ہے اور لکھنے میں بھی۔ اس مختصر مضمون میں جو لفظ ہے Parablepsis وہ ایک یونانی لفظ ہے جس کے معنے انگریزی میں Eye-Skip ہیں۔ یہ ایک غلطی ہے جو پرنٹنگ پریس کی ایجاد سے پہلے بائبل کے قلمی نسخوں میں کثرت سے ہوئی۔

Greek παρά (*pará*, "beside") and βλέπω (*blépō*, "to look at"

Parablepsis غلطی سے مراد یہ ہے کہ اگر ایک تحریر میں جو کوئی شخص نقل کر رہا ہو اور اس تحریر میں ایک لفظ فقروں کے آخر میں دو دفعہ آتا ہو اور نقل کرنے والا ایک دفعہ اس لفظ کو اپنے کاغذ پر لکھے اور پھر مزید لکھنے کے لئے اصل کاغذ پر نظر ڈالے تو بعض دفعہ اس کی نظر اس لفظ پر پڑ جائے گی جہاں وہ دوسری دفعہ لکھا ہوا ہے اور وہ وہاں سے عبارت نقل کرنا شروع کر دے گا نتیجۃً درمیان میں جو عبارت ہے وہ اس کی نقل سے رہ جائے گی۔

یہ کوئی فرضی بات نہیں۔ بائبل کے قدیم مخطوطات میں یہ غلطی بھی ملتی ہے لوقا کی انجیل اور یوحنا کی انجیل کے مخطوطات میں ایسی غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ اگر اس قسم کی نقل میں ایک آدمی نقل کر رہا ہو اور دوسرا آدمی اصل تحریر سے پڑھ کر لکھوا رہا ہو تو اس غلطی کا امکان نہیں رہتا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی حفاظت کی ذمہ داری اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ۔(الحجر: 10) میں لی تھی۔اور قرآن شریف کی تحریر میں ایسے انتظامات فرمائے جس سے غلطی کا امکان نہ رہے۔

مثلاً Parablepsis غلطی کا امکان، ابتدائی تحریر قرآن میں نہیں تھا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے الہام سے کاتب کو یہ وحی لکھواتے تھے اور کاتب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن کر کاغذ پر لکھتا تھا۔ پھر حضرت ابو بکرؓ کے دور میں اس مجموعہ سے ایک ایک آیت نقل کرنے والوں نے لکھی مگر ہر آیت کے ساتھ دو گواہ جن کو وہ آیت یاد ہوتی تھی بول کر اس قلمی تحریر کی تائید کرتے تھے تب وہ آیت لکھی جاتی تھی۔ اس کے بعد اس جلد کی کچھ نقلیں حضرت عثمانؓ کے عہد میں تیار کی گئیں اس وقت بھی تحریر کے ساتھ حضرت زید بن ثابتؓ جو حافظ قرآن تھے کی قولی گواہی ساتھ ہوتی تھی۔ اس طرح محض تحریر سے تحریر کی صورت میں نقل کرنے میں جو غلطی کا امکان ہو سکتا تھا وہ دور ہو گیا۔

کلام الٰہی کی چار قسم کی حفاظت

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”قرآن شریف میں یہ وعدہ تھا کہ خدا تعالیٰ فتنوں اور خطرات کے وقت میں دین اسلام کی حفاظت کرے گا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے: اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ سو خدا تعالیٰ نے بموجب اس وعدہ کے چار قسم کی حفاظت اپنی کلام کی کی۔ **اوّل** حافظوں کے ذریعہ سے اُس کے الفاظ اور ترتیب کو محفوظ رکھا۔ اور ہر ایک صدی میں لاکھوں ایسے انسان پیدا کئے جو اُس کی پاک کلام کو اپنے سینوں میں حفظ رکھتے ہیں۔ ایسا حفظ کہ اگر ایک لفظ پوچھا جائے تو اس کا اگلا پچھلا سب بتا سکتے ہیں۔ اور اس طرح پر قرآن کو تحریف لفظی سے ہر ایک زمانہ میں بچایا۔ **دوسرے** ایسے ائمہ اور اکابر کے ذریعہ سے جن کو ہر ایک صدی میں فہم قرآن عطا ہوا ہے جنہوں نے قرآن شریف کے اجمالی مقامات کی احادیثِ نبویہؐ کی مدد سے تفسیر کر کے خدا کی پاک کلام اور پاک تعلیم کو ہر ایک زمانہ میں تحریف معنوی سے محفوظ رکھا۔ **تیسرے** متکلمین کے ذریعہ سے جنہوں نے قرآنی تعلیمات کو عقل کے ساتھ تطبیق دے کر خدا کی پاک کلام کو کوتہ اندیش فلسفیوں کے استخفاف سے بچایا ہے۔ **چوتھے** رُوحانی انعام پانے والوں کے ذریعہ سے جنہوں نے خدا کی پاک کلام کو ہر ایک زمانہ میں معجزات اور معارف کے منکروں کے حملہ سے بچایا ہے۔“ (”ایام الصلح“ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 288)

مختلف مذاہب میں روزہ کا تصور

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

(تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے)

(ایچ۔ایم۔ظفر)

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔(البقرة: 184تا186)

ترجمہ:”اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے۔ اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اِس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ

تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا۔ اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔" (ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سورۃ البقرۃ کی آیت 184 کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

(اللہ) "فرماتا ہے۔ اے مومنو! تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزے رکھنے اسی طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح پہلی امتوں پر روزے رکھنے فرض کئے گئے تھے۔

دنیا میں بعض تکلیفیں ایسی ہوتی ہیں جو منفرد ہوتی ہیں۔ اکیلے انسان پر آتی ہیں اور وہ ان سے گھبراتا ہے۔ شکوہ کرتا ہے کہ میں ان تکالیف کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ لیکن بعض تکلیفیں ایسی ہوتی ہیں جن میں سارے لوگ شریک ہوتے ہیں۔ ان تکالیف پر جب کوئی انسان گھبراتا یا شکوہ کا اظہار کرتا ہے تو لوگ اُسے یہ کہہ کر تسلی دیا کرتے ہیں کہ میاں یہ دن سب پر آتے ہیں اور کوئی شخص یہ امید نہیں کرسکتا کہ وہ ان تکلیفوں سے بچ جائے۔ مثلاً موت ہے موت ہر انسان پر آتی ہے۔ دنیا میں کوئی احمق سے احمق انسان بھی ایسا نہیں مل سکتا جو کہے کہ میں کوشش کر رہا ہوں کہ مجھ پر موت نہ آئے۔ موت اس پر ضرور آئے گی چاہیئے جلدی آجائے یا دیر میں۔ پس كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ کہہ کر **خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ روزے ایسی نیکی، ثواب اور قربانی ہیں جن میں سارے ہی ادیان شریک ہیں۔** اور انہوں نے خدا تعالیٰ کے اس حکم کو پورا کیا ہے۔ پھر کتنے افسوس کی بات ہے کہ وہ نیکی اور تقویٰ جس کے حصول کے لئے ساری قومیں کوشش کرتی رہی ہیں تم اس سے بچنے کی کوشش کرو۔ اگر یہ کوئی نیا حکم ہوتا اگر روزے صرف تم پر ہی فرض ہوتے تو تم دوسرے لوگوں سے کہہ سکتے تھے کہ تم اسے کیا جانو۔ تم نے تو اس کا مزہ ہی نہیں چکھا۔ لیکن وہ لوگ جو اس دروازہ میں سے گذر چکے ہیں۔ اور جو اس بوجھ کو اٹھا چکے ہیں انہیں تم کیا جواب دو گے۔ لازماً مسلمانوں پر حجت اُنہی احکام میں ہوسکتی ہے جو پہلی قوموں کو بھی دیئے گئے اور انہوں نے ان احکام کو پورا کیا۔"

سابقہ اقوام میں روزے:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے مسلمانو! تم ہوشیار ہو جاؤ ہم تم پر روزے فرض کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی تمہیں بتادیتے ہیں کہ روزے پہلی قوموں پر بھی فرض کئے گئے تھے۔ اور انہوں نے اس حکم کو اپنی طاقت کے مطابق پورا کیا تھا اگر تم اس حکم کو پورا کرنے میں سستی دکھاؤ گے تو وہ قومیں تم پر اعتراض کریں گی اور کہیں گی کہ ہمیں بھی خدا تعالیٰ نے روزوں کا حکم دیا تھا اور ہم نے اُسے پورا کیا اب تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں تو تم اس حکم کو صحیح طور پر ادا نہیں کر رہے۔ غرض مسلمانوں کی غیرت اور ہمت بڑھانے کے لئے یہ کہا گیا ہے کہ روزے صرف تم پر ہی فرض نہیں کئے گئے بلکہ پہلی قوموں پر بھی فرض کئے

گئے تھے۔ اور ان قوموں نے اپنی طاقت کے مطابق اس حکم کو پورا کیا تھا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ روزوں کی شکل میں اختلاف تھا اور وہ اختلاف آج تک نظر آتا ہے۔ کہیں اس قسم کے روزے ہوا کرتے تھے جنہیں وصال کہتے ہیں کہ درمیان میں سحری نہ کھانا۔ اس قسم کے روزوں میں صرف شام کے وقت روزہ کشائی کی جاتی اور دوسری سحری نہ کھاکر متواتر آٹھ پہر روزہ رکھا جاتا۔ کہیں ایسے روزے ہوتے کہ روزہ کشائی بھی نہ ہوتی اور تین تین چار چار پانچ پانچ دن متواتر روزہ رکھا جاتا۔ ایسے روزے بھی پائے جاتے ہیں جن میں لوگوں کو ہلکی غذا کھانے کی اجازت دی گئی ہے مگر ٹھوس غذاؤں سے منع کیا گیا ہے۔ جیسے ہندوؤں یا عیسائیوں میں روزے ہوتے ہیں۔

ہندوؤں کے روزوں کے متعلق تو عام طور پر مشہور ہے کہ ان کا روزہ یہ ہوتا ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیز نہیں کھانی۔ اس کے علاوہ اگر وہ کئی سیر آم، کیلے، اور نارنگیاں وغیرہ کھا جائیں تو ان کے روزہ میں فرق نہیں آتا۔ روٹی اور سالن کو چھوڑ کر باقی جو چیز چاہیں کھالیں۔

پھر اس سے بھی آسان روزے رومن کیتھولک عیسائیوں میں پائے جاتے ہیں۔ آخر انہوں نے بھی کسی مذہبی روایت کی بنا پر ہی یہ روزے رکھنے شروع کئے ہوں گے یا کسی حواری سے کوئی بات پہنچی ہو گی۔ اُن کا روزہ یہ ہوتا ہے کہ گوشت نہیں کھانا۔ اگر وہ آلو اُبال کر یا کدو کا بھرتہ بنا کر اس کے ساتھ روٹی کھالیں تو ان کا روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ اگر گوشت کی بوٹی ان کے معدہ میں چلی جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا زیر لفظ Fasting)

پس روزوں کے متعلق بھی مختلف اقوام میں اختلاف پائے جاتے ہیں۔ اور اپنے اپنے زمانہ میں ان احکام میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں بھی پوشیدہ ہونگی۔ مثلاً جو قومیں کثرت سے گوشت کھانے والی ہوں وہ ان اخلاق سے رفتہ رفتہ محروم ہو جاتی ہیں جو سبزی کے استعمال کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی اخلاقی اصلاح کے لئے اور انہیں یہ بتانے کے لئے کہ سبزی بھی غذا میں ضروری ہوتی ہے اگر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دے دیا ہو کہ ہفتہ میں کم از کم ایک دن تم پر ایسا آنا چاہیے جب تم گوشت نہ کھاؤ۔ تو یہ نہایت پُر حکمت روزہ ہو جاتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں اسلام نے ہماری غذا کے متعلق یہ ایک عام حکم دے دیا ہے کہ گوشت بھی کھاؤ اور سبزیاں بھی کھاؤ۔ آگ پر پکی ہوئی چیزیں بھی استعمال کرو اور جنہیں آگ نے نہ چُھوا ہو وہ بھی استعمال کر لو۔

غرض ہماری غذا میں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی احتیاطیں جمع کر دی ہیں۔ لیکن پہلی قوموں کے لئے ممکن ہے اس قسم کی احتیاطیں ناقابلِ برداشت پابندیاں ہوں۔ اور ان کے اخلاق کی اصلاح کے لئے اس قسم کے روزے تجویز کئے گئے ہوں۔ مثلاً وہ قومیں جو جنگی ہوتی ہیں اور جن کا شکار پر گذارہ ہوتا ہے وہ ایک عرصہ تک گوشت کھانے کی وجہ سے ایسے

اخلاق سے عاری جاتی ہیں جو سبزی کھانے کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دے دیا گیا ہو کہ وہ ہفتہ میں ایک دن گوشت کھانا چھوڑ دیں تو یقیناً یہ روزہ ان کے لئے بہت مفید تھا۔

پس پہلی قوموں میں روزے تو تھے مگر شکل وہ نہ تھی جو اسلام میں ہے پس كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ میں جو مشابہت پہلے لوگوں کے ساتھ بیان کی گئی ہے وہ کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے نہیں بلکہ صرف فرضیت کے لحاظ سے ہے یعنی كَمَا كُتِبَ سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ ایسے ہی روزے رکھتے تھے جیسے مسلمان رکھتے ہیں۔ یا اُتنے ہی روزے رکھتے تھے جتنے مسلمان رکھتے تھے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان پر بھی روزے فرض تھے اور تم پر بھی فرض کئے گئے ہیں گویا صرف فرضیت میں مشابہت ہے نہ کہ تفصیلات میں۔ چنانچہ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں "روزہ" کے ماتحت لکھا ہے کہ

It would be difficult to name any religious system of any description in which it is wholly unrecognised.

یعنی دنیا کا کوئی با قاعدہ مذہب ایسا نہیں جس میں روزہ کا حکم نہ ملتا ہو۔ بلکہ ہر مذہب میں روزوں کا حکم موجود ہے۔

چنانچہ اس بارہ میں سب سے پہلے ہم **یہودی مذہب کو دیکھتے ہیں۔** تورات میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب طور پر گئے تو انہوں نے چالیس 40 دن رات کا روزہ رکھا اور ان ایام میں انہوں نے نہ کچھ کھایا نہ کچھ پیا۔ چنانچہ لکھا ہے:

"سو وہ (یعنی موسیٰ) چالیس 40 دن اور چالیس رات وہیں خداوند کے پاس رہا اور نہ روٹی کھائی اور نہ پانی پیا۔" (خروج باب 34 آیت 28)

اسی طرح احبار باب 16 آیت 29 سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ساتویں مہینہ کی دسویں تاریخ کو ایک روزہ رکھنا یہود کے لئے ضروری قرار دیا گیا تھا۔ چنانچہ بنی اسرائیل ہمیشہ یہ روزے رکھتے رہے اور انبیاء بنی اسرائیل بھی اس کی تاکید کرتے رہے۔ زبور میں حضرت داؤدؑ فرماتے ہیں:

"میں نے تو ان کی بیماری میں جب وہ بیمار تھے ٹاٹ اوڑھا اور روزے رکھ رکھ کر اپنی جان کو دُکھ دیا۔" (زبور باب 35 آیت 13)

یسعیاہ نبی فرماتے ہیں:

"دیکھو تم اس مقصد سے روزہ رکھتے ہو کہ جھگڑا رگڑا کرو اور شرارت کے مکے مارو۔ پس اب تم اس طرح کا روزہ نہیں رکھتے ہو کہ تمہاری آواز عالم بالا پر سُنی جائے۔" (یسعیاہ باب 58 آیت 4)

دانی ایل نبی فرماتے ہیں:

”میں نے خداوند خدا کی طرف رخ کیا اور میں منت اور مناجات کر کے اور روزہ رکھ کر اور ٹاٹ اوڑھ کر اور راکھ پر بیٹھ کر اُس کا طالب ہوا۔“ (دانی ایل باب 9 آیت 3)

یوایل نبی فرماتے ہیں:

”خداوند کا روزِ عظیم نہایت خوفناک ہے۔ کون اس کی برداشت کر سکتا ہے؟

لیکن خداوند فرماتا ہے اب بھی پورے دل سے اور روزہ رکھ کر اور گریہ وزاری و ماتم کرتے ہوئے میری طرف رجوع لاؤ اور اپنے کپڑوں کو نہیں بلکہ دلوں کو چاک کر کے خداوند اپنے خدا کی طرف متوجہ ہو۔ کیونکہ وہ رحیم و مہربان قہر کرنے میں دھیما اور شفقت میں غنی ہے اور عذاب نازل کرنے سے باز رہتا ہے۔“ (یوایل باب 2 آیت 11 تا 13)

یہودیت کے بعد عیسائیت کو دیکھا جائے تو اس میں بھی روزوں کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیحؑ کے متعلق انجیل بتاتی ہے کہ انہوں نے چالیس دن اور چالیس رات کا روزہ رکھا متی میں لکھا ہے:

”اور چالیس دن اور چالیس رات فاقہ کر کے آخر کو اُسے بھوک لگی۔“ (متی باب 4 آیت 2)

اسی طرح حضرت مسیح نے اپنے حواریوں کو ہدایت دی کہ:

”جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت اُداس نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں تاکہ لوگ ان کو روزہ دار جانیں میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے بلکہ جب تو روزہ رکھے تو اپنے سر میں تیل ڈال اور منہ دھو تاکہ آدمی نہیں بلکہ تیرا باپ جو پوشیدگی میں ہے تجھے روزدار جانے۔ اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے گا۔“ (متی باب 6 آیت 16 تا 18)

اِسی طرح ایک دفعہ جب حواری ایک بدروح کو نہ نکال سکے تو:

”اُس کے شاگردوں نے تنہائی میں اس سے پوچھا کہ ہم اسے کیوں نہ نکال سکے تو اس نے ان سے کہا کہ یہ قسم دعا اور روزہ کے سوا کسی اور طرح نہیں نکل سکتی۔“ (مرقس باب 9 آیت 28، 29)

...یہودیت اور عیسائیت کے بعد ... زرتشتی مذہب کے متعلق بھی لکھا ہے کہ زرتشت نے اپنے پیرووں کو روزے رکھنے کی تلقین کی تھی۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا زیر لفظ FASTING)“

(”تفسیر کبیر“ مصنفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ جلد 3 صفحہ 160 تا 372)

اس مضمون کی ابتداء میں اسلام میں روزہ کے بارہ میں اصولی اور بنیادی تعلیم کا ذکر ہے۔ اس بنیادی تعلیم کے علاوہ

قرآن شریف میں بعض غلطیوں اور کمزوریوں کے تدارک کے لئے بھی روزہ رکھنے کا ارشاد فرمایا گیا ہے۔ مثلاً:

”اور اللہ کے لئے حج اور عمرہ کو پورا کرو۔ پس اگر تم روک دیئے جاؤ تو جو بھی قربانی میسر آئے کر دو اور اپنے سروں کو نہ منڈاؤ یہاں تک کہ قربانی اپنی ذبح ہونے کی مقررہ جگہ پر پہنچ جائے پس اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو کچھ روزوں کی صورت میں یا صدقہ دے کر یا قربانی پیش کر کے فدیہ دینا ہوگا پس جب تم امن میں آجاؤ تو جو بھی عمرہ کو حج سے ملا کر فائدہ اٹھانے کا ارادہ کرے تو چاہئے کہ جو بھی اسے قربانی میں سے میسّر آئے کر دے اور جو توفیق نہ پائے تو اسے حج کے دوران تین دن کے روزے رکھنے ہوں گے اور سات جب تم واپس چلے جاؤ یہ دس دن مکمل ہوئے یہ اوامر اُس کے لئے ہیں جس کے اہل خانہ مسجد حرام کے پاس رہائش پذیر نہ ہوں اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔“(البقرۃ:197)

”اور کسی مومن کے لئے جائز نہیں کہ کسی مومن کو قتل کرے سوائے اس کے کہ غلطی سے ایسا ہو اور جو کوئی غلطی سے کسی مومن کو قتل کرے تو ایک مومن غلام کا آزاد کرنا ہے اور طے شدہ دیت اس کے اہل کو ادا کرنا ہوگی سوائے اس کے کہ وہ معاف کر دیں اور اگر وہ مقتول تمہاری دشمن قوم سے تعلق رکھتا ہو اور وہ مومن ہو تب بھی ایک مومن غلام آزاد کرنا ہے اور اگر وہ ایسی قوم سے تعلق رکھنے والا ہو کہ تمہارے اور ان کے درمیان عہد و پیمان ہوں تو اس کے اہل کو طے شدہ دیت دینا لازم ہے اور ایک مومن غلام کا آزاد کرنا بھی اور جس کو یہ توفیق نہ ہو تو دو مہینے متواتر روزے رکھنا ہوں گے اللہ کی طرف سے یہ بطور توبہ فرض کیا گیا ہے اور اللہ دائمی علم رکھنے والا اور بہت حکمت والا ہے۔“(النساء:93)

”اللہ تمہیں تمہاری لغو قسموں پر نہیں پکڑے گا لیکن وہ تمہیں ان پر پکڑے گا جو تم نے قسمیں کھا کر وعدے کئے ہیں پس اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے جو اوسطاً تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو، یا انہیں کپڑے پہنانا ہے یا ایک گردن آزاد کرنا ہے اور جو اس کی توفیق نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھنے ہوں گے۔ یہ تمہارے عہد کا کفارہ ہے جب تم حلف اٹھا لو اور جہاں تک بس چلے اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ تم شکر کرو۔“(المائدۃ:90)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! شکار مارا نہ کرو جب تم اِحرام کی حالت میں ہو اور تم میں سے جو اُسے جان بوجھ کر مارے تو اس کی سزا کے طور پر کعبہ تک پہنچنے والی ایسی قربانی پیش کرے جو اس جانور کے برابر ہو جسے اس نے مارا ہے، جس کا فیصلہ تم میں سے دو صاحبِ عدل کریں یا پھر اس کا کفارہ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے یا پھر اس کے برابر روزے رکھے تا کہ وہ اپنے فعل کا بدنتیجہ چکھے اللہ نے درگزر کیا ہے اس سے جو گزر چکا پس جو اعادہ کرے گا تو اللہ اس سے انتقام لے گا اور اللہ

کامل غلبہ والا اور انتقام لینے والا ہے۔"(المائدۃ:96)

"پس جو اُس کی استطاعت نہ پائے تو مسلسل دو مہینے کے روزے رکھنا ہے پیشتر اس کے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو چھوئیں پس جو اس کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے یہ اس لئے ہے کہ تمہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے طمانیت نصیب ہو یہ اللہ کی حدود ہیں اور کافروں کے لئے بہت ہی دردناک عذاب مقدر ہے۔"(المجادلۃ:5)

قرآن کریم میں حضرت مریمؑ کے نذر کے روزے کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"پس تُو کھا اور پی اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر اور اگر تو کسی شخص کو دیکھے تو کہہ دے کہ یقیناً میں نے رحمان کے لئے روزے کی منت مانی ہوئی ہے پس آج میں کسی انسان سے گفتگو نہیں کروں گی۔"(مریم: 27)

اسلام میں ماہ رمضان کے روزوں کی اہمیت اور رسول کریم ﷺ کے چند ارشادات

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن ہم سے خطاب فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا:

اے لوگو! تم پر ایک عظیم مہینہ ایک مبارک مہینہ سایہ فگن ہے۔ ایک ایسا مہینہ جس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض قرار دیئے ہیں اور اس میں رات کا قیام نفل ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں ایک نیکی کے کام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ گویا دوسرے وقت میں ستر فرض ادا کرنے کے برابر ہے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور ہمدردی کا مہینہ ہے اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے۔ جو اس مہینہ میں روزہ دار کو افطار کراتا ہے اس کی گناہوں سے مغفرت ہوتی ہے اور اس کی گردن آگ سے آزاد ہوتی ہے اور اس کو (اس روزہ دار) کا اجر ملتا ہے بغیر اس کے جو اس (روزہ دار) کے اجر میں کوئی کمی ہو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے سب کی یہ استطاعت نہیں ہوتی کہ روزہ دار کی افطاری کرائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس کو بھی دے گا جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا ایک مشروب پانی سے روزہ دار کا روزہ کھلواتا ہے اور جو روزہ دار کو سیر ہو کر کھلاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض سے ایسا مشروب پلائے گا کہ وہ اس وقت تک پیاسا نہ ہو گا جب تک کہ جنت میں داخل نہ ہو جائے۔ اور یہ مہینہ ہے جس کی ابتداء رحمت ہے اور درمیان مغفرت ہے اور اس کا آخر آگ سے آزادی ہے اور جو اپنے ماتحت سے اس مہینہ میں نرمی کرتا ہے اللہ اس کو بخش دے گا اور آگ سے اس کو آزاد کر دے گا۔

حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ جب رمضان کا مہینہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قیدی کو آزاد کر دیتے تھے

اور ہر سائل کو عطا فرماتے تھے۔
(مشکاۃ المصابیح کتاب الصوم الفصل الثالث حدیث 1966,1965 جلد1 صفحہ 373,372 دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان 2003ء)

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کے مہینہ کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنّ جکڑے جاتے ہیں اور آگ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور ان میں کوئی دروازہ بھی نہیں کھلتا اور جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی بند نہیں ہوتا۔ اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے اے خیر چاہنے والے آگے آ اور شرّ کے چاہنے والے رک جا۔ اور اللہ کے لئے آگ سے آزاد کئے جانے والے ہوتے ہیں اور ایسا ہر رات ہوتا ہے۔
(سنن ابن ماجہ کتاب الصیام باب ما جاء فی فضل شهر رمضان حدیث 1642)

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزے اور قرآن بندہ کی شفاعت کرتے ہیں۔ روزے کہتے ہیں اے ربّ! میں نے اس کو دن کے وقت کھانے اور شہوات سے روک دیا پس میری اس کے حق میں شفاعت قبول فرما اور قرآن کہتا ہے میں نے اس کو رات کے وقت سونے سے روک دیا پس اس کے بارہ میں میری شفاعت قبول فرما۔ پس ان دونوں کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔
(مشکاۃ المصابیح کتاب الصوم الفصل الثالث حدیث 1963 جلد1 صفحہ 372)

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں غیر معمولی جدوجہد فرماتے۔ حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ جب آخری عشرہ آتا تو آپ ﷺ اپنی کمر کس لیتے اور اپنی راتیں زندہ رکھتے اور اپنے اہل کو جگاتے۔
(صحیح مسلم کتاب الاعتکاف باب الاجتهاد فی العشر الاواخر من شهر رمضان حدیث 1175,1174)

ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کے بارہ میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں مگر جو تم میں سے بیمار یا سفر پر ہو وہ اتنے روزے پھر رکھے۔“
(”شہادت القرآن“ روحانی خزائن جلد6 صفحہ 336)

فرمایا: ”رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے۔ دعاؤں کا مہینہ ہے“

فرمایا: ”میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں۔“
(ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعودؑ جلد2 صفحہ 83 ایڈیشن 2022ء) (الحکم جلد5 نمبر3 صفحہ 11 اور صفحہ 5 مورخہ 24 جنوری 1901ء)

”تیسری بات جو اسلام کا رکن ہے وہ روزہ ہے۔ روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدّ نظر رکھنا چاہیئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ **تبتّل اور انقطاع** حاصل ہو… جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں۔“

(ملفوظات جلد9 صفحہ 31,30 ایڈیشن 2022ء)(الحکم جلد 11 نمبر 2 مؤرخہ 17 جنوری 1907ء صفحہ 9 کالم نمبر 1)

”میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینے میں تو مجھے محروم نہ رکھ تو خدا اسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جاوے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک عمل کا مدّار نیّت پر ہے۔ مومن کو چاہیئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا کی راہ میں **دلاور** ثابت کر دے۔“

(ملفوظات جلد3 صفحہ 426 ایڈیشن 2022ء) (البدر جلد1 نمبر 7 مؤرخہ 12 دسمبر 1902ء صفحہ 53,52)

”شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِيۡۤ اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ (البقرۃ:186) بھی ایک فقرہ ہے جس سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویرِ قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم (روزہ) تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے اور تجلی قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے… مجھے یاد ہے کہ جوانی کے ایام میں میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ روزہ رکھنا سنت اہل بیت ہے… چنانچہ میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے۔ اس اثنا میں مَیں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جا رہے ہیں۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان پر جاتے تھے یا میرے قلب سے۔“

(ملفوظات جلد3 صفحہ 425,424 ایڈیشن 2022ء) (البدر جلد1 نمبر 7 مؤرخہ 12 دسمبر 1902ء صفحہ 52 کالم 2)

جین مت میں روزہ

(ابن شاکر)

دیگر مذاہب کی طرح جین مت میں بھی روزے کا تصور پایا جاتا ہے۔ روزے کو سنسکرت میں اُپَوَاس (उपवास) کہتے ہیں جس کا لفظی مطلب ہے رہائش یا آستانہ کے قریب ہونا (Macdonell, 1893)۔

یہ لفظ اس لئے روزہ کیلئے استعمال کیا جاتا ہے کہ اس میں انسان اپنی جسمانی ضروریات بھول کر روح کے قریب ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ صرف بھوکے رہنے کو سنسکرت میں اَنَاشَن کہتے ہیں۔ یہی لفظ جین مت میں بھی مستعمل ہے۔

جین مت میں بھی روزے کو پاکیزگی اختیار کرنے اور روحانی تربیت اور ترقی کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے اگرچہ اس کی شکل، شرائط اور پابندی میں تنوع پایا جاتا ہے۔ جین مت کی مقدس کتاب کلپ سوتر میں ہر تیر تھنکر (جین مصلح) کے بارہ میں لکھا ہے کہ کیول گیان (kevalajñāna، جو کہ وحی نبوت سے مشابہہ معلوم ہوتا ہے جس کے بعد ایک تیر تھنکر دعوت و تبلیغ کا کام شروع کرتا ہے) کے ملنے سے پہلے اپنی راہبانیت کے دور میں جو سب سے اہم عبادت بجالاتا ہے وہ روزہ ہی ہے۔ (Bhadrabahu, 1964) کلپسُوتر کے تیسرے حصہ "سَماچارِی" (Samācāri) یعنی راہبانہ طرزِ عمل (Rules for Yatis) میں راہبوں میں رائج پریوشن (جین مت کا اہم ترین سمجھا جانے والا تہوار جو برسات کے آخر میں آٹھ یا دس دن تک منایا جاتا ہے۔) کے دوران رکھے جانے والے کئی قسم کے روزوں اور ان سے متعلقہ قوانین کا ذکر ہے جن میں 24 گھنٹے میں ایک بار کھانا، ایک دن بھوکے رہ کر اگلے روز کھانا، دو دن بھوکے رہ کر تیسرے دن کھانا، اور تین دن بھوکے رہ کر چوتھے دن افطار کرنا جیسے روزوں کا ذکر ہے (Bhadrabahu, 1964) جس کا انتخاب ایک راہب خود اپنے لئے کرتا ہے۔

نِرجرا:

جین فلسفے کے مطابق انسان کے اعمال (کرم) ذرات کی مانند روح سے جُڑ جاتے ہیں۔ نجات کے لئے روح کو

برے کرموں کے ذرات سے پاک کرنا ضروری ہے۔اس پاکیزگی کے عمل کو نِرجرا کہتے ہیں۔اس کی مثال ایسے ہے کہ گھر میں جھاڑو دے کر دروازہ بند کر لیا جائے تاکہ صفائی کے بعد مٹی اور گندگی اندر نہ آئے۔ جین فلسفے کے مطابق ایک برا عمل روح پر بداثر پیدا کرتا رہتا ہے۔ آہستہ آہستہ اس کی تاثیر زائل ہو جاتی ہے۔اس کے بعد یہ غیر موثر ہو کر روح کے ساتھ پڑا رہتا ہے اور کبھی نہ کبھی پھر سے موثر ہو سکتا ہے۔تپ یا ریاضتوں کے ذریعہ ان تمام موثر اور غیر موثر کرموں کے داغوں کو دور کرنے سے ہی نجات ممکن ہے۔اس مقصد کیلئے چھ روحانی اور چھ جسمانی ریاضتیں جین مت میں تجویز کی گئی ہیں۔ جسمانی یا ظاہری ریاضتوں کو باہیاتپ کہتے ہیں۔ اناشن یعنی بھوکے رہنا یا روزہ رکھنا ان چھ میں سے ایک ہے۔
(Nava Tatva Part II: Samvar, Nirjarä, and Moksh, 2021)

جین سادھو عبادت کرتے ہوئے، لاہور میوزیم (2023ء) فوٹو از مضمون نگار

جین مت کا ایک عام پیروکار، جسے شراوک کہتے ہیں، سال بھر میں نفلی طور پر کسی بھی دن روزہ رکھ سکتا ہے۔ مثلاً کسی خوشی کے موقع پر شکرانے کے طور پر یا کسی پریشانی کے موقع پر منّت کے طور پر روزہ رکھا جاتا ہے۔اسی طرح مختلف تہواروں کے مواقع پر روزہ رکھنا ایک اعلیٰ عبادت یا مراقبے کی شکل سمجھا جاتا ہے۔شراوک کے مقابلے میں جین سادھو زیادہ روزے رکھتے ہیں۔ سادھو، یعنی وہ جین جو اپنا گھر بار اور دنیاداری کی زندگی کو چھوڑ کر راہبانہ زندگی اپناتے ہیں، ان سے

اگر کوئی ایسی خطا جانے انجانے میں سرزد ہو جائے جو کہ جین مت کی کڑی تعلیمات کے خلاف ہو تو جین سنگھ (جماعت یا گچھ) کا نگران سادھو کی سزا تجویز کرتا ہے کہ کس قدر بھوکا پیاسا رہنے سے سادھو کے گناہ کا کفارہ ادا ہو جائیگا۔ روزے کے علاوہ خود کو تکلیف پہنچانا بھی گناہ کا کفارہ سمجھا جاتا ہے۔ روزہ خواہ شراوک رکھے یا سادھو، جین مت میں بھی ایک روزہ دار سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ پہلے سے بڑھ کر اپنے ذہن میں پاک خیالات کو جگہ دے۔ مذہب کی تعلیم پر عمل کرے۔ جین آگموں (جین مت کی مقدس کتب) کا درس سنے۔ اور کوشش کرے کہ کسی بزرگ کی سمادھی یا مندر میں کچھ وقت صرف کرے تاکہ روحانیت میں ترقی کی طرف توجہ رہے۔

جین مت میں رائج بعض روزے کی اقسام درج ذیل ہیں۔ ان کی تفصیل کیلئے جین مت کی مقدس کتاب نوتتو حصہ دوم دیکھی جاسکتی ہے۔

(Nava Tatva Part II: Samvar, Nirjarä, and Moksh, 2021)

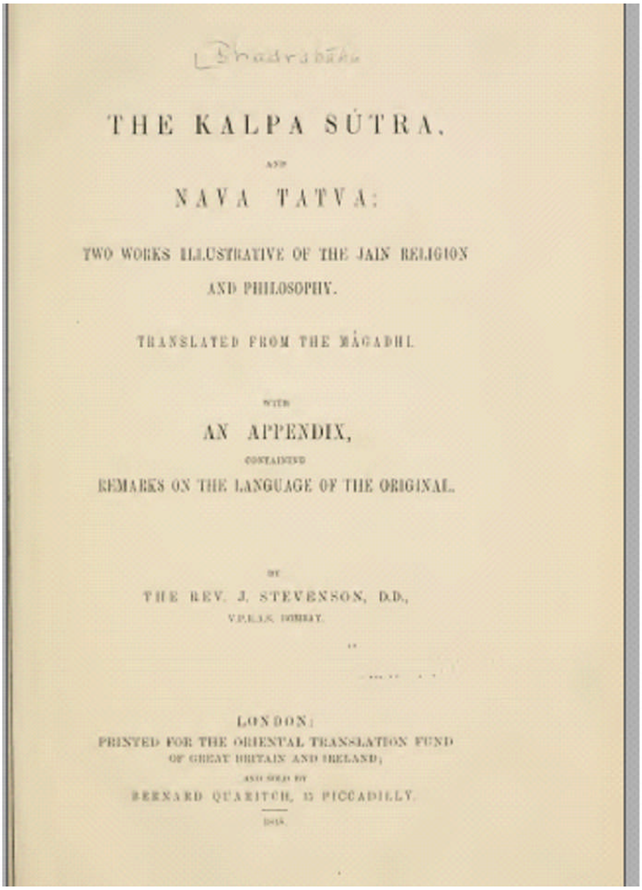
THE KALPA SÚTRA,

AND

NAVA TATVA:

TWO WORKS ILLUSTRATIVE OF THE JAIN RELIGION AND PHILOSOPHY.

TRANSLATED FROM THE MÁGADHI.

WITH

AN APPENDIX,

CONTAINING

REMARKS ON THE LANGUAGE OF THE ORIGINAL.

BY

THE REV. J. STEVENSON, D.D.,

LONDON:

PRINTED FOR THE ORIENTAL TRANSLATION FUND OF GREAT BRITAIN AND IRELAND;

AND SOLD BY

BERNARD QUARITCH, 15 PICCADILLY.

(1) **چووِہار اُپَواس:** یہ روزہ ہر مذہبی گھرانے کا جین رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس روزے میں پہلے دن سورج ڈھلنے سے کچھ دیر پہلے (اڑتالیس منٹ پہلے) کھانا پینا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور اگلے روز سورج طلوع ہونے کے بعد تک اسے جاری رکھا جاتا ہے۔ اس روزے کے ذریعہ آہنسا یا عدم تشدد کی تعلیم پر عمل کو یقینی بنایا جاتا تھا۔ وہ اس طرح کہ کہیں کوئی غروبِ آفتاب کے بعد اندھیرے میں کھانا کھاتے ہوئے کسی کیڑے مکوڑے یا ممنوع چیز کو نگل نہ جائے اس لئے دن میں ہی کھانے پینے کا کام کیا جاتا تھا۔

(2) **تی وِہار اُپوَاس:** یہ روزہ بھی چووِہار جیسا ہی ہے لیکن اس میں صرف کھانے کی ممانعت ہے جبکہ اُبلا ہوا پانی اس روزے کے دوران نصف رات گذرنے تک پیا جاسکتا ہے، اس کے بعد نہیں۔

(3) **دووِہار اُپوَاس:** یہ روزہ بھی چووِہار جیسا ہے لیکن اس میں اُبلا ہوا پانی، دودھ اور دوا کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اشیائے خوردنی کے استعمال کی ممانعت ہے۔ یہ سمجھوتا بیمار افراد کی سہولت کیلئے کیا گیا ہے۔

(4) **جزوی نوعیت کے روزے:** جین مت میں کئی قسم کے جزوی روزے ہیں جنہیں نفس کشی یا جسمانی اور روحانی بیماریوں سے بچنے کیلئے رکھا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک قسم کے روزے (**ایکا سن**) میں دن بھر میں صرف ایک بار کھانا کھایا جاتا ہے۔ جین سادھوؤں کا روز کا معمول بھی یہی ہے۔ اس کے علاوہ ایک دوسری قسم کے روزے (**بیاسن**) میں دن بھر میں دو بار کھانا کھایا جاتا ہے۔

(5) **الپ ہار:** پھر یہ کہ ہمیشہ بھوک رکھ کر کھانے یا اپنی ضرورت سے قدرے کم کھانے کو بھی روزہ شمار کیا جاتا ہے جس میں کوشش کی جاتی ہے کہ صرف اس حد تک کھایا جائے جو بھوک سے بچالے۔ الپ ہار میں اپنی ضرورت کا صرف دس فیصد کھانا کھانے تک روزہ رکھا جاسکتا ہے۔

(6) **رَس تیاگ:** جین مت میں روزے کی ایک قسم جسے رَس تیاگ (لفظی معنی: ذائقے کو ترک کرنا) کہتے ہیں اس میں روحانی ترقی کا طالب جین اپنے من پسند کھانے کو ترک کر دیتا ہے۔ اسی طرح اس روزے کی نیت کرنے والا عمدہ اور لذیز سمجھے جانے والے کھانوں جن میں مکھن، دودھ، گھی، نمک یا مصالحہ جات سے بنے کھانے وغیرہ کو ترک کر دیتا ہے۔ اور پھیکے اور ادنیٰ سمجھی جانے والی اشیاءِ خورد و نوش کا استعمال کرتا ہے۔

(7) **ورتی سنکھیپ /اِچھانِرود:** اس کے علاوہ ایک اور قسم کے روزے (ورتی سنکھیپ) میں اشیائے خوردنی میں تنوع کو دور کر کے ایک جین عہد کرتا ہے کہ میں غذا کو سادہ رکھوں گا اور فلاں فلاں چیز کسی معین عرصہ یا زندگی بھر کیلئے ترک کر دونگا۔

(8) **آٹھائی:** اس روزے میں ایک جین صرف اُبلے ہوئے پانی کا استعمال کر سکتا ہے اور مسلسل آٹھ دن تک کچھ بھی

نہیں کھاتا۔

(9) نوائی: اس روزے میں ایک جین صرف اُبلے ہوئے پانی کا استعمال کر سکتا ہے اور مسلسل نو دن تک کچھ بھی نہیں کھاتا۔

(10) سولبھاتھو: اس روزے میں ایک جین صرف اُبلے ہوئے پانی کا استعمال کر سکتا ہے اور مسلسل سولہ دن تک کچھ بھی نہیں کھاتا۔

(11) ماس کشمن: اس روزے میں ایک جین صرف اُبلے ہوئے پانی کا استعمال کر سکتا ہے اور مسلسل تیس دن تک کچھ بھی نہیں کھاتا۔

(12) ورشی تپ: جو جین اس روزے کی منت مانتا ہے وہ قمری حساب سے تیرہ ماہ تیرہ دن تک مسلسل ایسے روزے رکھتا ہے کہ چھتیس گھنٹے کا روزہ رکھ کر ایک دن کے وقفہ سے چھتیس گھنٹہ کا پھر روزہ رکھتا ہے۔ گویا ایک دن غروبِ آفتاب سے پہلے روزہ شروع ہو گا۔ اگلا دن روزہ دار بھوکا رہے گا۔ اور تیسرے دن طلوعِ آفتاب کے بعد افطار کریگا۔ اور پھر تیسرے دن ہی غروبِ آفتاب سے پہلے ہی اس کا اگلا روزہ شروع ہو جائیگا۔

(13) سلیخنا: سلیخنا کی قربانی کو جین مت میں سب سے عظیم اور ایک انسان کی زندگی کی آخری قربانی تصور کیا جاتا ہے جسے ایک سادھو اور شرامن دونوں بجالا سکتے ہیں۔ یہ بھی روزے کی ایک قسم شمار کی جاسکتی ہے۔ اس روزے میں انسان یہ فیصلہ کرتا ہے کہ میرے وجود سے کسی اور جاندار کو جانے انجانے میں نقصان نہ پہنچے۔ اس لئے مجھے خود اپنی جان لے لینی چاہیئے۔ اس نیت کے بعد سلیخنا کی قربانی کرنے والا دن بدن اپنی خوراک کم کرتا جاتا ہے۔ اور بالآخر موت کو قبول کر لیتا ہے۔ موریہ خاندان کے بانی اور قدیم ہندوستان کے ایک عظیم بادشاہ، چندر گپت موریہ، جو کہ راجہ اشوک کا دادا تھا، نے بڑی عمر میں جین مت قبول کیا اور تاج و تخت سے دست بردار ہو کر جنوبی ہندوستان کی طرف جین سادھوؤں کیساتھ کوچ کیا اور وہیں پر سلیخنا پر عمل کرتے ہوئے اپنی جان دے دی۔

Bibliography:

Bhadrabahu. (1964).
Jaina Sutras: Kalpa Sutra. In M. Muller (Ed.), *Sacred books of the East* (H. Jacobi, Trans., 2nd ed., Vol. XXII, pp. 217-311). Delhi: Motilal Banarsidas.

Dundas, P. (2002). *The Jains* (2nd ed.). London: Routledge.

Macdonell, A. A. (1893).
Sanskrit-English Dictionary. London: Longmans, Green, And Co.

Nav Tattva Part II: Samvar, Nirjarä, and Moksh. (2021). In *Compendium of Jainism.* Carson, CA, USA: Jain Education International.

Stevenson, J. (1848). *Kalpa Sutra and Nava Tatva.* London: Oriental Translation Fund.

عصر جدید کے مسائل کا حل

اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(اواب سعد حیات)

تمہید:

عصر حاضر کے بڑے بڑے مسائل پر نگاہ ڈالیں تو ماہرین ہمیں بتاتے ہیں کہ دنیا میں اشتراکیت کے زوال کے بعد یورپ کے ممالک میں عظیم الشان تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں جن کے اثرات بہت وسیع ہیں، اسی تناظر میں سپر پاور بننے کی دوڑ اور سرد جنگ نے مشرق و مغرب میں سیاسی، سماجی، معاشی اور معاشرتی محاذوں پر وہ گُل کھلائے ہیں کہ الامان والحفیظ!

اقوام متحدہ کا عالمی اہمیت کے امور میں غیر موثر اور جانبدارانہ کردار سب کے سامنے ہے۔ مختلف ممالک میں شرح سود کی تبدیلی سے پیدا ہونے والے معاشی حالات کے اثرات امیر اور غریب ممالک پر یکساں ہوتے ہیں، امن عالم کو درپیش خطرات نے دنیا کی تشکیل نو کا نظریہ مزید واضح کر دیا ہے۔ اسی طرح مذاہب عالم کے مابین امن و آشتی اور ہم آہنگی، معاشرتی امن، معاشرتی اقتصادی امن، قومی و بین الاقوامی سیاسی امن اور انفرادی امن کا فقدان نظر آتا ہے۔

سماجی مسائل میں خاندانی نظام کا بگاڑ ہے، طلاق کی بڑھتی شرح، خاندانوں کا ٹوٹنا، اور والدین اور اولاد کے تعلقات میں دوریاں ہیں۔ اخلاقی گراوٹ، جھوٹ، بے حیائی اور دیانتداری کا فقدان ہے۔ نسلی اور سماجی عدم مساوات پر بات کریں تو مختلف معاشروں میں نسل، مذہب، اور طبقے کی بنیاد پر تفریق کھل کر سامنے آچکی ہے۔

معاشی مسائل کا جائزہ بتاتا ہے کہ غربت اور امارت کا فرق بے انتہاء ہے، وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم اور دولت

کے اِرتکاز کے سبب معاشی ناہمواریاں ہیں۔ بین الاقوامی مالیاتی نظام میں سود کی وجہ سے ہر طرف نقصانات اور بے چینیاں ہیں۔ غریب اور متوسط ممالک سمیت ساری دنیا میں بے روزگاری کی وجہ سے شہری آبادیوں میں لوگ مشکلات میں ہیں۔ اور صنعتی اور غیر صنعتی معاشروں میں کام کے مواقع کی کمی ہے۔

سیاسی مسائل کی بات کریں تو عالمی جنگوں کا خطرہ ہر وقت منڈلا رہا ہے۔ قوموں کے درمیان کشیدگی، اسلحے کی دوڑ اور چھوٹے بڑے بلاکس بننے سے، پہلے سے جاری جنگوں کے علاوہ نئی حد بندیوں اور محاذ آرائیوں کے امکانات کئی گنا بڑھ چکے ہیں اور سراسر ناانصافی اور استحصال کا بازار گرم ہے۔ کمزور اقوام پر طاقتور اقوام کا غلبہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ انصرام حکومت چلانے کے لئے سب سے بہترین سمجھے جانے والے نظام، نظام جمہوریت کے مسائل بھی کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ جمہوری نظام میں کرپشن اور نااہل قیادت کی کہانیاں ہر ملک میں زبان زد عام ہیں۔

اہل دنیا آج کل ماحولیاتی مسائل کو بھی اہمیت دیتے ہوئے بتاتے ہیں کہ ماحولیاتی آلودگی یعنی ہوا، پانی، اور زمین کی آلودگی سے انسانی صحت اور قدرتی وسائل کے لئے حقیقی خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ اب ماحولیاتی تبدیلی سے آنکھیں چرانا کسی ایک ملک کے لئے بھی ممکن نہیں رہا، کیونکہ گلوبل وارمنگ اور قدرتی آفات کے مہلک اثرات مشرق و مغرب کے شہری و دیہی خطوں میں ظاہر و باہر ہیں۔

دنیا میں بسنے والی آبادی کے روحانی مسائل کا جائزہ لیا جائے تو امیر و غریب ممالک میں یکساں طور پر مذہب سے دوری کے رجحانات نمایاں ہیں اور اسی کا شاخسانہ ہے کہ روحانی قدریں زوال پذیر ہیں اور الحاد بڑھ رہا ہے۔ کیونکہ لوگ انسانی پیدائش کے مقاصد کو گم کرتے جا رہے ہیں، دراصل یہ زندگی کے حقیقی مقصد کو سمجھنے میں ناکامی کا نتیجہ ہے۔

مسائل کا حل

اس قدر تاریک منظر نامے میں جماعت احمدیہ کے پیش کردہ حل کی بات کی جائے تو بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں بعض اساسی روحانی حل تجویز فرمائے ہیں، اور دنیا کے دو سو سے زائد ممالک میں قائم جماعت احمدیہ کے افراد اس روشنی سے منور ہو کر اپنے اپنے دائرہ میں نہ صرف خود سچی خوشحالی اور اطمینان قلب کی نعمتوں سے سرفراز ہیں بلکہ اپنے ارد گرد کے زیر اثر ماحول میں بھی یہ نعمت بانٹنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا مقام اور مشن

ان تمام تر معروضات سے قبل بانی جماعت احمدیہ کا مقام و مرتبہ بتانا ضروری ہے تا عیاں ہو سکے کہ آپؑ کا آفاقی

مشن کیا تھا اور کن مرادوں کی تکمیل میں آپ کا لمحہ لمحہ خرچ ہوا۔ یاد رہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ محض کوئی دانشور، سماجی مصلح یا دنیاوی لیڈر نہیں تھے جو اہل دنیا کے اپنی روزمرہ زندگیوں میں حرص، لالچ، اور دیگر اخلاقی عوارض کی وجہ سے خود پیدا کردہ مسائل اور مشکلات پر غور و فکر کرنے اور نت نئے حل تجویز کرنے پر مامور تھے، بلکہ آپ ایک غیر معمولی اہم اور عظیم الشان روحانی مشن کے ساتھ مبعوث ہوئے، اہل دنیا کے لئے ظاہری آرام و راحت کے سامان کرنے اور ان کو طرح طرح کے مصائب و آلام سے بچانے کے لئے اور ان کو حِصن حَصِین میں محفوظ کرنے کے لئے آپ کی سچی ہمدردی نے جوش مارا۔ آپؑ کے کلمات طیبہ سے اس جنت الفردوس کا رستہ اور نقشہ ملتا ہے جو آخری جہان میں ملے گی اور اس کے آثار انسان کی اسی عارضی زندگی گزارنے کی جگہ، اسی دنیا میں ہی شروع ہو جاتے ہیں۔

آج کل انٹرنیٹ پر بھی کئی ایسے لوگ مل جاتے ہیں جو نئی نسل کو گمراہ کرنے کے لئے مذہب کا لبادہ اوڑھ کر لمبی لمبی سٹریم کرتے ہیں اور ان میں کہتے پھرتے ہیں کہ مرزا صاحب کے زمانہ میں فلاں فلاں مشہور سیاسی یا سماجی واقعہ ہوا مگر مرزا صاحب خاموش رہے، اور برطانوی راج کے دوران برصغیر کے دور دراز علاقوں سے مقامی وسائل، معدنیات اور خام مال کو باقاعدہ منصوبہ بندی سے نکالا گیا وغیرہ مگر مرزا صاحب نے اس پر کوئی اشتہار وغیرہ شائع نہ کیا۔

مگر ایسے تمام معاندین اور معترضین بھول جاتے ہیں کہ بانی جماعت احمدیہ کا مقام و مرتبہ کیا تھا، آپؑ کوئی کالم نگار نہیں تھے کہ اپنے ہفتہ وار کالم میں ادھر ادھر کی خبروں اور واقعات پر تبصرے شائع کرواتے، بلکہ آپ کی قلبی حالت کا اندازہ کرنے کے لئے بتاتے ہیں کہ حضورؑ کے زمانہ میں ایک دفعہ ایک شخص نے ایک اجتہادی مسئلہ کے متعلق ایک لمبا خط لکھا تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ

> ”یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے اور جب تک کہ اس کے سارے پہلوؤں پر غور نہ کیا جائے اور ہر قسم کے ہرج اور فوائد جو اس سے حاصل ہوتے ہیں وہ ہمارے سامنے پیش نہ کیے جاویں ہم اس کے متعلق اپنی رائے دینے کے لیے تیار نہیں ہیں کہ یہ جائز ہے۔ ... **ہم فی الحال بڑے بڑے عظیم الشان امور دینی کی طرف متوجہ ہیں۔ ہمیں تو لوگوں کے ایمان کا فکر پڑا ہوا ہے۔ ایسے ادنیٰ امور کی طرف ہم توجہ نہیں کر سکتے۔ اگر ہم بڑے عالیشان دینی مہمات کو چھوڑ کر ابھی سے ایسے ادنیٰ کاموں میں لگ جائیں تو ہماری مثال اس بادشاہ کی ہو گی جو ایک مقام پر ایک محل بنانا چاہتا ہے مگر اس جگہ بڑے شیر اور درندے اور سانپ ہیں اور نیز مکھیاں اور چیونٹیاں ہیں۔ پس اگر وہ پہلے درندوں اور سانپوں کی طرف توجہ نہ کرے اور ان کو ہلاکت تک نہ پہنچائے اور سب سے پہلے**

مکھیوں کے فنا کرنے میں مصروف ہو تو اس کا کیا حال ہوگا۔ اس سائل کو لکھنا چاہیئے کہ تم پہلے اپنے ایمان کا فکر کرو اور دو چار ماہ کے واسطے یہاں آکر ٹھہرو تا کہ تمہارے دل و دماغ میں روشنی پیدا ہو اور ایسے خیالات میں نہ پڑو۔"

(ملفوظات جلد3 صفحہ79 اور 80 ایڈیشن2022ء)

روحانی مسائل کا حل

بانیٔ جماعت احمدیہ نے دنیا کو درپیش مسائل کے تناظر میں قرآن کریم کی روشنی میں روحانی حل تجویز فرمائے مثلاً بتایا کہ توحید کا قیام ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان تمام مسائل کا بنیادی حل ہے۔ اس کے بعد عبادات کا نظام ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، اور حج انسان کو روحانی بلندی پر لے جاتے ہیں اور ان اساسی فرائض کی بجا آوری سے ہی انسان کے معاشرتی مسائل حل ہوسکتے ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں:

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اُس کو دُور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں۔"

("لیکچر لاہور" روحانی خزائن جلد20 صفحہ180)

آپؑ نے فرمایا:

"مَیں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں... ... سو میں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔" ("کتاب البریہ" روحانی خزائن جلد13 صفحہ291 اور293)

آپؑ فرماتے ہیں:

"مَیں وہی ہوں جو وقت پر **اصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا** تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔" ("فتح اسلام" روحانی خزائن جلد3 صفحہ8)

پھر آپؑ مزید فرماتے ہیں:

"میں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کے لئے دنیا میں بھیجا گیا

ہوں۔"(”اربعین نمبر1“روحانی خزائن جلد17 صفحہ 344,343)

پھر فرمایا:

”خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا مَیں حِلم اور خُلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہِ راست پر چلاؤں۔"(”تریاق القلوب“روحانی خزائن جلد15 صفحہ 143)

فرمایا:

”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔“

(”رسالہ الوصیت“روحانی خزائن جلد20صفحہ 307,306)

پھر آپؑ نے فرمایا:

”خدا نے مجھے مامور کیا ہے تا کہ میں دنیا کو دکھلادوں کہ کس طرح پر انسان اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔"(ملفوظات جلد1 صفحہ 461 ایڈیشن2022ء)

ان جامع اور وسیع مقاصدِ عالیہ سے صاف عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا میں ایک عالمگیر اور روحانی انقلاب برپا کرنے کے لیے بھیجا۔اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں اصلاح احوال کے لئے انسانیت کی خدمت کا تصور اور جذبہ نہایت ضروری ہے،کیونکہ قرآن کریم میں انسانوں کے ساتھ احسان اور خدمت خلق پر زور دیا گیا ہے۔اس بارے میں خود آپؑ کا بیان ہے:

”قرآن شریف نے جس قدر والدین اور اولاد اور دیگر اقرباء اور مساکین کے حقوق بیان کئے ہیں۔میں نہیں خیال کرتا کہ وہ حقوق کسی اور کتاب میں لکھے گئے ہوں۔“

(”چشمہ معرفت“روحانی خزائن جلد نمبر23صفحہ 208)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے تو جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والوں کے لئے شرائط بیعت کی نہم شرطِ بیعت میں فرمایا ہوا ہے کہ

”یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے

اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد1 صفحہ 207 اشتہار نمبر 51 بعنوان تکمیل تبلیغ ایڈیشن 2019ء)

آپؑ نہ صرف خود بنی نوع انسان کی ہمدردی میں مشغول رہتے بلکہ اس کی عمومی نصیحت بھی کیا کرتے تھے۔ فرمایا:

”خدا تعالیٰ کسی کے ادنیٰ فعلِ اخلاص کو بھی ضائع نہیں کرتا۔ اور ... ... مخلوق کی ہمدردی اور خبر گیری حقوق اللہ کی حفاظت کا باعث ہوتی ہے۔“ (ملفوظات 7 صفحہ 64 ایڈیشن 2022ء)

اسی طرح ایک اور جگہ آپؑ فرماتے ہیں:

”اس کے بندوں پر رحم کرو ان پر زبان یا ہاتھ کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو، کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کیے جاؤ...بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے ان پر تکبر ہلاکت کی راہوں سے ڈرو...“

(”کشتی نوح“ روحانی خزائن جلد نمبر 19 صفحہ 11،12)

فرماتے ہیں:

”غرض نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ اس پہلو میں بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے۔ دوسروں کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ ان پر ٹھٹھے کیے جاتے ہیں ان کی خبر گیری کرنا اور کسی مصیبت اور مشکل میں مدد دینا تو بڑی بات ہے۔ جو لوگ غرباء کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہیں آتے بلکہ ان کو حقیر سمجھتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ وہ خود اس مصیبت میں مبتلا نہ ہو جاویں۔ اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا ہے اس کی شکر گزاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور سلوک کریں اور اس خداداد فضل پر تکبر نہ کریں اور وحشیوں کی طرح غرباء کو کچل نہ ڈالیں۔“

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 313،314 ایڈیشن 2022ء)

آپؑ مزید فرماتے ہیں:

”پس مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے کہ اگر انسان اسے چھوڑ دے اور اس سے دور ہوتا جاوے تو رفتہ رفتہ پھر وہ درندہ ہو جاتا ہے۔ انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اسی وقت تک انسان ہے جب تک اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ مروت، سلوک اور احسان سے کام لیتا ہے اور اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں جیسا کہ سعدی نے کہا ہے۔

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند

میں ... یہ نہیں کہنا چاہتا کہ تم اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں سے ہی مخصوص کرو۔ نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ تم خداتعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو خواہ کوئی ہو ہندو ہو یا مسلمان۔ میں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 64 ایڈیشن 2022ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اس بات کو بھی خوب یاد رکھو کہ خداتعالیٰ کے دو حکم ہیں۔ اول یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نہ اس کی ذات میں نہ صفات میں نہ عبادات میں۔ اور دوسرے نوع انسان سے ہمدردی کرو۔ اور احسان سے یہ مراد نہیں کہ اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں ہی سے کرو بلکہ کوئی ہو، آدم زاد ہو اور خداتعالیٰ کی مخلوق میں کوئی بھی ہو۔ مت خیال کرو کہ وہ ہندو ہے یا عیسائی۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا انصاف اپنے ہاتھ میں لیا ہے، وہ نہیں چاہتا کہ تم خود کرو۔ جس قدر نرمی تم اختیار کرو گے اور جس قدر فروتنی اور تواضع کرو گے اللہ تعالیٰ اسی قدر تم سے خوش ہو گا۔ اپنے دشمنوں کو تم خداتعالیٰ کے حوالے کرو۔ قیامت نزدیک ہے تمہیں ان تکلیفوں سے جو دشمن تمہیں دیتے ہیں گھبرانا نہیں چاہئے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تم کو ان سے بہت دکھ اٹھانا پڑے گا کیونکہ جو لوگ دائرۂ تہذیب سے باہر ہو جاتے ہیں ان کی زبان ایسی چلتی ہے جیسے کوئی پل ٹوٹ جاوے تو ایک سیلاب پھوٹ نکلتا ہے۔ پس دیندار کو چاہئے کہ اپنی زبان کو سنبھال کر رکھے۔"

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 66،67 ایڈیشن 2022ء)

ایک اور موقع پر آپؑ نے فرمایا:

"میں پھر کہتا ہوں کہ جو لوگ نافع الناس ہیں اور ایمان اور صدق و وفا میں کامل ہیں۔ وہ یقیناً بچا لئے جائیں گے پس تم اپنے اندر یہ خوبیاں پیدا کرو۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 26 ایڈیشن 2022ء)

سماجی مسائل

امیر اور غریب ممالک کے سماجی مسائل کا جائزہ بتاتا ہے کہ ان کے حل کے لئے خاندانی نظام کو مضبوط کرنا مفید ہے۔ کیونکہ بروقت شادی کرنا اور پھر خاندان کے بارے میں اسلامی تعلیمات کا نفاذ معاشروں کی جڑوں کو کھوکھلا ہونے سے بچائے گا اور اخلاقی تربیت کے سامان ہونگے، یوں قرآن اور سنت پر عمل درآمد کی وجہ سے اخلاقیات کا فروغ ہو گا، یاد رہے

کہ یہی وہ کنجی ہے جس کا لحاظ نہ کرکے آج مشرق و مغرب میں دانشور بھی اور عام لوگ بھی ذہنی سکون عنقا ہونے کا رونا رو رہے ہیں۔

حضورؑ نے فرمایا:

”ہمارا مدعا یہ ہونا چاہیئے کہ ہماری دینی تالیفات جو جواہرات تحقیق اور تدقیق سے پُر اور حق کے طالبوں کو راہ راست پر کھینچنے والی ہیں جلدی سے اور نیز کثرت سے ایسے لوگوں کو پہنچ جائیں جو بُری تعلیموں سے متاثر ہو کر مہلک بیماریوں میں گرفتار یا قریب قریب موت کے پہنچ گئے ہیں۔ اور ہر وقت یہ امر ہمارے مد نظر رہنا چاہیئے کہ جس ملک کی موجودہ حالت، ضلالت کے سم قاتل سے نہایت خطرہ میں پڑگئی ہو بلاتوقف ہمای کتابیں اس ملک میں پھیل جائیں اور ہر ایک متلاشی حق کے ہاتھ میں وہ کتابیں نظر آویں۔“ (”فتح اسلام“ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 27)

نیز فرمایا: ”جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھ لو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آبِ حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا۔ زمین پر اسکو کوئی بند نہیں کر سکتا۔“

(”ازالہ اوہام“ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 104)

معاشروں میں برابری کا نظام آنے سے تمام انسانوں کو مساوی حقوق کی فراہمی ممکن ہو سکے گی۔

معاشی مسائل

اہل دنیا کے معاشی مسائل کے حل میں سود کا خاتمہ اساسی امر ہے، جماعت احمدیہ دنیا بھر میں سود کے نظام کو ختم کرنے اور زکوٰۃ، چندہ جات، مالی قربانی اور صدقات کے ذریعے معاشی نظام قائم کرنے پر زور دیتی ہے۔ وراثت کی تقسیم کے اسلامی اصولوں پر عمل کرکے دنیا میں دولت کے اِرتکاز سے بچا جاسکتا ہے اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کا کام ہو سکتا ہے، قرآن کریم کی تعلیمات کے مطابق قدرتی وسائل اور ملکی دولت کی مساوی اصولوں پر تقسیم بہت سی قباحتوں کو یکسر ختم کر سکتی ہے۔

اصل اسلامی تعلیم پر عمل کرکے محنت کی اہمیت، رزق حلال کمانے کی ترغیب اور فضول خرچی سے اجتناب کا درس عصر جدید میں وقت کی ضرورت بن چکا ہے۔

سیاسی مسائل

دنیا کے ہر ملک میں انصاف پر مبنی نظام حکومت کا قیام اور قرآن کی تعلیمات پر مبنی عدل و انصاف کا قیام ہی امن کے قیام کا ضامن بھی ہے اور تمام اقوام کے ساتھ امن اور رواداری پر مبنی تعلقات کی کلید بھی۔ کیونکہ اس صورت میں قیادت اور حکومت کرنے والوں کی اہلیت یقینی ہو جائے گی اور قرآن کے اصولوں پر عمل کر کے ہی اہل اور دیانتدار قیادت کا انتخاب عمل میں لایا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا۔ (النساء:59)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو۔ یقیناً بہت ہی عمدہ ہے جو اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت سننے والا اور گہری نظر رکھنے والا ہے۔

اور محض اس ایک آیت کے گہرے پیغام پر عمل کر کے آج دنیا سے امور سیاست و سیادت میں روا رکھی جانے والی بکثرت کج رویوں کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔

اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

”خدا تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ذکر فرمایا ہے۔ (یعنی آیتِ کریمہ) وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ جو صرف اپنے نفس میں یہی کمال نہیں رکھتے جو نفسِ امّارہ کی شہوات پر غالب آ گئے ہیں اور اس کے جذبات پر اُن کو فتح عظیم حاصل ہو گئی ہے بلکہ وہ حتی الوسع خدا اور اُس کی مخلوق کی تمام امانتوں اور تمام عہدوں کے ہر ایک پہلو کا لحاظ رکھ کر تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنے کی کوشش کرتے ہیں اور جہاں تک طاقت ہے اُس راہ پر چلتے ہیں۔“

(”ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم“ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 207)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مومن وہ ہیں جو اپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت رکھتے ہیں یعنی ادائے امانت اور ایفائے عہد کے بارے میں کوئی دقیقہ تقویٰ اور احتیاط کا باقی نہیں چھوڑتے۔“

(”ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم“ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 240,239)

پھر ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں:

”انسان کی پیدائش میں دو قسم کے حُسن ہیں۔ایک حُسنِ معاملہ اور وہ یہ کہ انسان خدا تعالیٰ کی تمام امانتوں اور عہد کے ادا کرنے میں یہ رعایت رکھے کہ کوئی امر حتی الوسع اُن کے متعلق فوت نہ ہو...ایسا ہی لازم ہے کہ انسان مخلوق کی امانتوں اور عہد کی نسبت بھی یہی لحاظ رکھے یعنی حقوق اللہ اور حقوق عباد میں تقویٰ سے کام لے۔یہ حُسنِ معاملہ ہے یا یُوں کہو کہ روحانی خوبصورتی ہے۔“

(”ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم“ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 218)

میڈیا

آج دنیا ایک گلوبل ویلج بن چکی ہے، اور ایسا ہونا ہی مقدر تھا، لیکن اطلاعات اور رسل ورسائل کی ان سہولتوں کے بعض نقصانات بھی سامنے آتے رہتے ہیں۔ دنیا بھر کے ممالک میں فیک نیوز (یعنی جعلی، جھوٹی اطلاعیں یا آدھی ادھوری خبریں گھڑنا اور پھیلانا) ایک حقیقی مسئلہ بن چکا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی عربی تصنیف ”مکتوب احمد“ میں اخبار نویسوں کو اس ضمن میں تنبیہ کرتے ہوئے ہدایات سے نوازا ہوا ہے۔ (دیکھو: انجام آتھم، (عربی حصہ بعنوان: مکتوب احمد) روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 284)

اسی طرح اپنی عربی تصنیف ”الھدی والتبصرہ لمن یری“ میں جرائد اور اخبارات کے مدیران کے متعلق بیان میں بھی سمجھایا کہ شائد کسی کو یہ گمان ہو کہ دنیا بھر کے بااثر اور فصیح البیان، میڈیا پرسن / اینکرز اور یوٹیوبرز وغیرہ ہی دیار وامصار کے مفاسد کی اصلاح کی صلاحیت رکھتے ہیں۔اس خوش فہمی پر فرمایا:

”تو میں یہی کہتا ہوں۔ اللہ تم پر رحم کرے۔ یہ غلط سوچ ہے۔کیا ان لوگوں سے نفوس کی بیماریاں شفا پا سکتی ہیں؟ اور پادریوں کے وساوس کا علاج ہو سکتا ہے؟

ہاں! بلاشبہ یہ ایسے پیشے ہیں جو قوم کو فائدہ دے سکتے ہیں۔ اگر وہ اس کا کماحقہ خیال رکھیں تو ان کی حیثیت گمنام راستوں میں راہبر اور چشموں کی طرف راہنما اور دینی امور میں مددگار کی ہو سکتی ہے اور جرائد ایک آئینہ ہیں جو غائب کو حاضر اور ماضی کو حال کی طرح دکھا دیتے ہیں۔ اور بعض مخفی امور تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں بلکہ مقدمات کا فیصلہ کرنے میں بھی مدد دیتے ہیں۔ نزدیک اور دور کے حالات ایسے دکھاتے ہیں جیسے متقابل آئینے اور وہ عقل مندوں کے لئے عبرت کا ہر سامان مہیا کرتے ہیں اور نجات اور ہلاکت کی راہوں کا پتہ دیتے ہیں اور ہر روز تمہیں آگاہ کرتے ہیں کہ زمانہ کیسے بدل رہا ہے اور کیسے مجالس ویران ہو رہی ہیں اور بڑے بڑے خطے کیسے سوکھتے ہیں اور اصطبل کس طرح خالی ہو رہے ہیں اور کیسے

امراء اپنی مسند امارت سے گر رہے ہیں۔ بعد اس کے کہ ان کے خد و خال میں دولت کا راز ودیعت ہو چکا تھا۔ یہ (اخبار وجرائد) دو متحارب فریقوں میں سے غالب آنے والے اور شکست خوردہ فریق اور کامیاب ہونے والے اور ناکام فریق کے متعلق اطلاع دیتے ہیں۔ اگر اخبارات نہ ہوتے تو (تاریخ کے) آثار مٹ جاتے اور حکومتیں بے خبر رہتیں اور ابرار و اختیار کی پہچان نہ ہو سکتی۔ اور باہم تبادلہ خیالات اور تحمیل نظریات کا سلسلہ منقطع ہو جاتا۔ اور اہل عقل و فراست کی اکثر آراء اور ان کے تجربات شائع ہو جاتے۔ اور اہل سیاسیات اور دانشوروں اور اجتہاد کی صلاحیت رکھنے والوں کی بیان کی کوئی جھیل باقی نہ رہتی۔"

اس کے بعد اخبارات ورسائل اور میڈیا کے فوائد کی لمبی تفصیل درج کر کے حضورؑ فرماتے ہیں کہ

"**ان فضائل کے ہوتے ہوئے بھی ہمارے زمانے کے اکثر مدیران جرائد گھٹیا پن کی جانب مائل ہیں۔** انہوں نے اپنے اندر اس قدر عیوب جمع کر لئے ہیں کہ جن کی وجہ سے ان کے تمام اچھے شمائل کا خون ہو گیا ہے۔ اُن میں دیانت، سچائی اور امانت باقی نہیں رہی۔ اُن کے قلموں سے ہر طرح کے جھوٹوں کا سیلاب بہہ رہا ہے اور ہر ترغیب اور ترہیب کے موقع پر وہ سچائی کا خون کرتے ہیں۔ بعض اغراض کی خاطر کبھی وہ لوگوں کی تعریف کرتے ہیں اور کبھی اپنی دوسری اغراض کی خاطر انہیں گالیاں دیتے ہیں۔

انہوں نے ہر توجہ اور اعراض نیز تحقیر اور چشم پوشی (دونوں صورتوں) میں اپنی نفسانی خواہشات کو اپنا قبلہ بنا رکھا ہے۔ وہ مقابلہ کرنے والے سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ البتہ لاغروں پر خوب حملہ کرتے ہیں۔ وہ اکثر جھوٹ بولتے ہیں اور بہت کم سچ بولتے ہیں۔ وہ ہر وادی میں سرگرداں پھرتے ہیں۔ ان میں دھوکا دہی کے عارضہ اور مقابلہ کے وقت لسانی فریب کاریوں اور بیہودہ گوئی کے علاوہ کچھ نہیں۔ جھوٹ، استہزاء اور ترک میانہ روی کے بغیر وہ شیریں بیانی کی طاقت نہیں رکھتے۔ بیہودہ اور جاہلانہ باتوں کی آمیزش کے بغیر وہ عمدہ کلام تک پہنچ بھی نہیں سکتے۔ وہ یاوہ گوئی کے ذریعہ عوام کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ ہنسانے اور رلانے والی باتیں کر کے انہیں اپنی طرف مائل کرتے ہیں۔ وہ دلوں کو موہ لینا چاہتے ہیں خواہ ایسا کرنا گناہوں کی طرف دعوت دے رہا ہو۔ وہ جو کچھ بھی کہتے ہیں محض ریاکاری اور مددگاروں کو اپنی طرف مائل کرنے کی غرض سے کہتے ہیں۔ تاکہ اہل دولت و ثروت کی سخاوت ان پر برَسے اور وہ ان سے کثیر مال لے کر لوٹیں۔

تاکہ وہ ان کی قدر و قیمت بڑھائیں اور ان کی ہلکی بارش کو موسلا دھار سمجھیں اور اسی لئے وہ ان کی مجالس اور ان کی عطا پر نظر رکھتے ہیں۔ اور اگر وہ اس میں ناکام ہو جائیں تو پھر وہ اپنی صبح پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ان میں سے اکثر دہریوں اور نیچریوں جیسی زندگی بسر کرتے ہیں اور دین کو متکبروں کی طرح دیکھتے ہیں۔ بلکہ ملتِ اسلام کے جمال کو دیکھ کر ان کی

آنکھوں پر پردہ پڑ جاتا ہے اور اس جلوہ آرائی کے وقت ان کے دلوں میں کراہت پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ جھوٹ کو عار نہیں سمجھتے۔ اور رائی کا پہاڑ بناتے ہیں اور انہیں ہر گز بے لگام نہیں چھوڑا جائے گا۔ کیونکہ ہر آج کی ایک کل بھی ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ کبر کے بخارات نے ان کی سانسیں بند کر رکھی ہیں اور ان کی بنیاد کو منہدم کر دیا ہے۔ تم ان میں سے اکثر کو ایسی سیپی پاؤ گے جس میں کوئی موتی نہیں اور ایسی بالی پاؤ گے جس میں کوئی دانہ نہیں۔

آراء میں ادنیٰ سے اختلاف پر وہ شرفاء کی تحقیر کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ تم ان میں ایسے لوگ پاؤ گے جنہوں نے جفاء کو اپنا وطیرہ بنالیا ہے۔ جو اُن سے حسن سلوک کرے وہ اس سے بُرا سلوک کرتے ہیں۔ جب وہ کسی ہمسایہ کو مصیبت میں دیکھتے ہیں تو اسے اذیت دیتے اور ان پر جور و جفا کرتے ہیں اور رحم نہیں کرتے اور نہ ہی حق ہمسائیگی ادا کرتے میں اپنی خصلتوں پر راضی رہنے والے لوگ دین کی کیسے مدد کریں گے۔ **ان کمینی صفات کے ہوتے، ان سے کسی خیر کی توقع کیسے کی جاسکتی۔ سوائے ان لوگوں کے جو نیک ہو گئے اور نیکیوں کی طرف مائل ہوئے، تو امید کی جاسکتی ہے کہ ان پر ایسا وقت ضرور آئے گا جو انہیں دین کے حامی اور صدق و ثبات کے ساتھ دین کی مدد کرنے والے بنادے گا۔**"

(الھدی والتبصرہ لمن یری، اردو ترجمہ صفحہ:131 تا137)

چونکہ نئی نسل کے وقت کا اکثر و بیشتر حصہ میڈیا پرسنز اور انفلوئنسرز کی چکنی چوپڑی باتوں کے سننے میں صرف ہوتا ہے، اس لئے اس مختصر مضمون میں صرف میڈیا سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے بارہ میں امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے، وگرنہ اپنی اسی تصنیف میں حضورؑ نے الگ الگ ابواب بنا کر فلسفیوں اور منطقیوں، زبان و بیان کے ماہرین نیز حکمرانوں، علماء، سیاست دانوں اور بادشاہوں کے حالات کا نقشہ درج فرمایا ہے۔

قدرتی وسائل کا تحفظ اور انسانی صحت

قدرتی وسائل کا تحفظ ایک بنیادی سبق ہے اور کسی بھی نعمت کا غیر ضروری اور بے دریغ استعمال منع ہے۔ قرآن کریم میں اللہ کی نعمتوں کا احترام اور ان کا درست استعمال سکھایا گیا ہے۔ آج کل دنیا میں ماحولیات کے مسائل پر آواز اٹھانے والوں کے متعلق دونوں طرح ہی کی آراء سننے کو ملتی ہیں۔ ایک گروہ کا ماننا ہے کہ دنیا میں ماحولیات کا فوری سے پہلے اگر تحفظ نہ کیا گیا اور ہنگامی بنیادوں پر اقدامات نہ اٹھائے گئے تو جلد ہی ہماری زمین پر زندگی کا قیام خطرے میں پڑ سکتا ہے، جبکہ دوسری طرف وہ طبقہ بھی ہے جو ماحولیات کے تحفظ پر رقم کے خرچ کرنے کو بے جا اسراف قرار دیتا ہے اور زمین پر ہونے والی ماحولیاتی تبدیلیوں کو انسانی سرگرمیوں کے اثرات کی بجائے محض ایک فطری عمل سمجھتا ہے۔

لیکن ہمارا ماننا ہے کہ ماحولیاتی آلودگی سے بچاؤ کے لئے زمین اور پانی کی حفاظت کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام صحت کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”صحت عمدہ شئے ہے تمام کاروبار دینی اور دنیاوی صحت پر موقوف ہیں۔ صحت نہ ہو تو عمر ضائع ہو جاتی ہے۔“

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 204 ایڈیشن 2022ء)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کو دوست رکھتا ہے۔ اور ان لوگوں سے جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے۔ اس آیت سے نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنالیتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے۔ ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری ہے ورنہ نری توبہ اور لفظ کے تکرار سے تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔“

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 302 ایڈیشن 2022ء)

آپ علیہ السلام جسمانی صفائی کے متعلق قرآن کریم کی آیت وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ کے تناظر میں فرماتے ہیں:

”یہ احکام اسی لئے ہیں کہ تا انسان حفظانِ صحت کے اسباب کی رعایت رکھ کر اپنے تئیں جسمانی بلاؤں سے بچاوے... قرآن کہتا ہے کہ تم غسل کرکے اپنے بدنوں کو پاک رکھو اور مسواک کرو، خلال کرو اور ہر ایک جسمانی پلیدی سے اپنے تئیں اور اپنے گھر کو بچاؤ۔ اور بدبوؤں سے دور رہو اور مردار اور گندی چیزوں کو مت کھاؤ... سو یہ خدا تعالیٰ کا ان پر (یعنی عربوں پر) اور تمام دنیا پر احسان تھا کہ حفظان صحت کے قواعد مقرر فرمائے۔ یہاں تک کہ یہ بھی فرما دیا کہ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا۔(الاعراف: 32)“

(”ایام الصلح“ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 332)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام روحانیت پر خوراک کے اثر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”واضح ہو کہ قرآن شریف کے رو سے انسان کی طبعی حالتوں کو اس کی اخلاقی اور روحانی حالتوں سے نہایت ہی شدید تعلقات واقع ہیں یہاں تک کہ انسان کے کھانے پینے کے طریقے بھی انسان کی اخلاقی اور روحانی حالتوں پر اثر کرتے ہیں... ایسا ہی یہ تمام حالتیں اخلاقی ہی ہو جاتی ہیں اور

روحانیت پر نہایت گہرا اثر کرتی ہیں۔ اسی واسطے قرآن شریف نے تمام عبادات اور اندرونی پاکیزگی کے اغراض اور خشوع خضوع کے مقاصد میں جسمانی طہارتوں اور جسمانی آداب اور جسمانی تعدیل کو بہت ملحوظ رکھا ہے۔ اور غور کرنے کے وقت یہی فلاسفی نہایت صحیح معلوم ہوتی ہے کہ جسمانی اوضاع کا روح پر بہت قوی اثر ہے... ایسا ہی تجربہ ہم پر ظاہر کرتا ہے کہ طرح طرح کی غذاؤں کا بھی دماغی اور دلی قوتوں پر ضرور اثر ہے۔"

("اسلامی اصول کی فلاسفی" روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 319،320)

آپؑ فرماتے ہیں:

"اپنے کپڑے صاف رکھو، بدن کو اور گھر کو اور کوچہ کو اور ہر ایک جگہ کو جہاں تمہاری نشست ہو پلیدی اور میل کچیل اور کثافت سے بچاؤ یعنی غسل کرتے رہو اور گھروں کو صاف رکھنے کی عادت پکڑو۔" ("اسلامی اصول کی فلاسفی" روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 337)

حضرت مسیح موعود علیہ اسلام مضرِ صحت اشیا کے چھوڑنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

"حدیث میں آیا ہے: وَمِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ۔[1] یعنی اسلام کا حسن یہ بھی ہے کہ جو چیز ضروری نہ ہو وہ چھوڑ دی جاوے۔ اسی طرح پر یہ پان، حقّہ، زردہ (تمباکو) افیون وغیرہ ایسی ہی چیزیں ہیں۔ بڑی سادگی یہ ہے کہ ان چیزوں سے پرہیز کرے۔ کیونکہ اگر کوئی اور بھی نقصان ان کا بفرض محال نہ ہو تو بھی اس سے ابتلا آجاتے ہیں اور انسان مشکلات میں پھنس جاتا ہے ... عمدہ صحت کو کسی بیہودہ سہارے سے کبھی ضائع کرنا نہیں چاہئے۔ شریعت نے خوب فیصلہ کیا ہے کہ ان مضرِ صحت چیزوں کو مضرِ ایمان قرار دیا ہے اور ان سب کی سردار شراب ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ نشوں اور تقویٰ میں عداوت ہے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 90،91 ایڈیشن 2022ء)

نیز معاشروں میں ہر طبقے کو سکھانا ہو گا کہ شکر گزاری اور اعتدال بہت ہی پسندیدہ انسانی اعمال ہیں۔ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کرنا اور ان کا صحیح استعمال ہی ہمیں زیب دیتا ہے۔

---

[1] جامع ترمذی کتاب الزھد باب من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ حدیث: 2317

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"تمہارا اصل شکر تقویٰ اور طہارت ہی ہے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 66 ایڈیشن 2022ء)

روحانی مسائل

دنیا کو درپیش روحانی مسائل کے حل کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہوگا اور قرآن کریم کی تعلیمات کے مطابق اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنا پڑے گا۔

ہر چھوٹے بڑے کام سے قبل باقاعدگی سے دعائیں کرنے کی عادت اور ذکر الٰہی کے ذریعے روحانی سکون اور مسائل کا حل تلاش کرنا فائدہ دے گا۔ حضرت نبی اکرم ﷺ کا اسوہ عام کرنا ہوگا تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ حضور ﷺ کی زندگی کو نمونہ بنا کر اپنی دنیا اور آخرت سنوار سکیں۔

حرف آخر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت نے قرآن کریم کی روشنی میں عصر حاضر کے تمام مسائل کا حل پیش کیا ہے۔ یہ حل نہ صرف انسانیت کو موجودہ مسائل سے نجات دے سکتے ہیں بلکہ ایک پر امن اور ترقی یافتہ دنیا کے قیام میں بھی مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔

دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اس آخری دور میں حقیقی اسلامی معاشرہ کی ابتداء ہو چکی ہے، اور انہی ابتدائی کونپلوں سے ہی عالمگیر روحانی انقلاب کا درخت وجود پکڑے گا۔

احمدیت نے ہی اپنے ایک صدی کے سفر میں ہلاکت کے گڑھے پر کھڑی دنیا کو حق و سلامتی کا راستہ دکھایا ہے۔ اور ایک سچا اور پاکیزہ معاشرہ قائم کیا جو حقیقی اسلامی اقدار اور قرآنی تعلیمات پر مبنی ہے۔ چشم بصیرت رکھنے والا ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ آج دنیا کے ہر معروف ملک میں اس معاشرہ کی جڑیں احمدی گھرانوں اور مقامی جماعتوں کے ذریعہ قائم ہو چکی ہیں، بس اب اسی دائرہ کے وسیع سے وسیع تر ہونے کا مرحلہ ہے۔

❁❁❁❁❁

حضرت مسیح ناصریؑ کی آمدِ ثانی، اناجیل اور بانی جماعتِ احمدیہؑ

مسیحؑ نے میری نسبت انجیل میں خبر دی ہے۔ سو مبارک وہ جو مسیح کی تعظیم کے لئے میرے باب میں دیانت اور انصاف سے غور کرے اور ٹھوکر نہ کھاوے۔ (حضرت مسیح موعودؑ)

اناجیل میں حضرت مسیح ناصریؑ نے اپنے دوبارہ آنے کے وقت اور زمانہ کی علامتیں بیان فرمائی ہیں۔ جماعتِ احمدیہ یہ اعتقاد رکھتی ہے کہ حضرت مسیح ناصریؑ صلیب سے بچ کر فلسطین کے مشرقی علاقوں میں جلاوطن بنی اسرائیل کی طرف ہجرت کر گئے اور آخری عمر میں سری نگر (کشمیر) میں سو سال سے زائد عمر پا کر فوت ہوئے۔

اب اگر حضرت مسیحؑ سری نگر میں فوت ہوئے تو پھر اناجیل میں درج آپ کی آمد ثانی سے کیا مراد ہے؟ اس کا جواب حضرت بانی جماعتِ احمدیہ علیہ السلام نے اپنے علم کلام میں یہ دیا کہ اس سے مراد آپ کی صفات لے کر آپ کا کوئی مثیل پیدا ہو گا بعینہٖ اسی طرح جس طرح یہود میں آپ یعنی حضرت عیسیٰؑ کے وقت میں ایلیا نبی کے آسمان سے نازل ہونے کا عقیدہ راہ پا چکا تھا اور یہود آپؑ سے سوال کرتے تھے کہ مسیح کے آنے سے پہلے تو ایلیا نبی نے آسمان سے نازل ہونا تھا وہ کہاں ہے؟ اس کا جواب آپ (حضرت عیسیٰؑ) نے یہ دیا کہ آسمان سے کسی نے نازل نہیں ہونا بلکہ ایلیا کی صفات لے کر حضرت یحییٰؑ پیدا ہو چکے ہیں اور آپ ہی روحانی رنگ میں ایلیا ہیں۔ اس لیے جماعتِ احمدیہ یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ حضرت مسیحؑ نہ زندہ آسمان پر گئے اور نہ ہی زندہ آسمان سے اتریں گے بلکہ جب آخری زمانہ میں اناجیل میں درج علامتیں پوری ہو جائیں گی اس وقت آپ کا کوئی مثیل آپ کی صفات لے کر دنیا میں ظاہر ہو گا۔ چنانچہ جماعتِ احمدیہ کے نزدیک وہ مثیل حضرت مرزا غلام احمدؑ بانی جماعتِ احمدیہ ہیں۔

زیرِ نظر مضمون میں اناجیل میں درج مسیح کی آمدِ ثانی کی علامتوں کے حوالہ سے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے مثیل مسیح ہونے پر بحث کی گئی ہے۔ (اے۔ آر۔ سدھو)

اناجیل میں بیان مسیح کی آمدِ ثانی کے وقت کی علامتیں

اناجیل میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں آنے کے حوالہ سے بیانات اور اس زمانہ کی علامتیں انجیل متی باب 24، انجیل مرقس باب 13 اور انجیل لوقا باب 21 میں درج ہیں۔ یوحنا کی انجیل میں مسیح کے دوبارہ آنے کا ذکر تو ہے لیکن آخری زمانہ کی علامتوں اور نشانیوں کا کوئی ذکر اس انجیل میں نہیں۔ چنانچہ اب ہم ذیل میں ان اناجیل میں بیان ان علامتوں کا جائزہ لیتے ہیں۔

(1) آخری زمانے کی مصیبتیں اور ایذائیں:

متی کی انجیل باب 24 میں اس حوالہ سے درج ہے:

"اور جب وہ (یعنی مسیحؑ) زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا اس کے شاگردوں نے الگ اس کے پاس آکر کہا ہم کو بتا کہ یہ باتیں کب ہونگی؟ اور تیرے آنے اور دنیا کے آخِر ہونے کا کیا نِشان ہوگا؟

یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ خبردار! کوئی تم کو گمراہ نہ کردے۔ کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سنو گے۔ خبردار! گھبرا نہ جانا! کیونکہ اِن باتوں کا واقع ہونا ضرور ہے لیکن اس وقت خاتمہ نہ ہوگا۔ کیونکہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی اور جگہ جگہ کال پڑیں گے اور بھونچال آئیں گے۔ لیکن یہ سب باتیں مصیبتوں کا شروع ہی ہونگی۔ اس وقت لوگ تم کو ایذاء دینے کے لئے پکڑوائیں گے اور تم کو قتل کریں گے اور میرے نام کی خاطِر سب قومیں تم سے عداوت رکھّیں گی۔ اور اس وقت بہتیرے ٹھوکر کھائیں گے اور ایک دوسرے کو پکڑوائیں گے اور ایک دوسرے سے عداوت رکھّیں گے۔ اور بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہونگے اور بہتیروں کو گمراہ کریں گے۔ اور بے دِینی کے بڑھ جانے سے بہتیروں کی محبّت ٹھنڈی پڑ جائے گی۔ مگر جو آخِر تک برداشت کرے گا وہ نجات پائے گا۔ اور بادشاہی کی اِس خوشخبری کی منادی تمام دنیا میں ہوگی تاکہ سب قوموں کے لئے گواہی ہو۔ تب خاتِمہ ہوگا۔" (متی باب 24 آیت 3 تا 14)

مرقس کی انجیل باب 13 میں یہ واقعہ اس طرح درج ہے:

"جب وہ زیتون کے پہاڑ پر ہیکل کے سامنے بیٹھا تھا تو پطرس اور یعقوب اور یوحنّا اور اندریاس نے تنہائی میں اس

سے پوچھا۔ ہمیں بتا کہ یہ باتیں کب ہونگی؟اور جب یہ سب باتیں پوری ہونے کو ہوں اس وقت کا کیا نِشان ہے ؟۔ یسوع نے ان سے کہنا شروع کیا کہ خبر دار کوئی تم کو گمراہ نہ کر دے۔ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ وہ میں ہی ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔اور جب تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہیں سنو تو گھبرانہ جانا۔اِن کا واقع ہونا ضرور ہے لیکن اس وقت خاتِمہ نہ ہو گا۔ کیونکہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی۔ جگہ جگہ بھونچال آئیں گے اور کال پڑیں گے۔یہ باتیں مصیبتوں کا شروع ہی ہونگی۔

لیکن تم خبردار رہو کیونکہ لوگ تم کو عدالتوں کے حوالہ کریں گے اور تم عِبادتخانوں میں پیٹے جاؤ گے اور حاکموں اور بادشاہوں کے سامنے میری خاطِر حاضِر کئے جاؤ گے تاکہ ان کے لِئے گواہی ہو۔اور ضرور ہے کہ پہلے سب قوموں میں اِنجیل کی منادی کی جائے۔

لیکن جب تمہیں لے جاکر حوالہ کریں تو پہلے سے فِکر نہ کرنا کہ ہم کیا کہیں بلکہ جو کچھ اس گھڑی تمہیں بتایا جائے وہی کہنا کیونکہ کہنے والے تم نہیں ہو بلکہ روح القدس ہے۔اور بھائی کو بھائی اور بیٹے کو باپ قتل کے لِئے حوالہ کرے گا اور بیٹے ماں باپ کے برخِلاف کھڑے ہو کر انہیں مرواڈالیں گے۔اور میرے نام کے سبب سے سب لوگ تم سے عداوت رکھّیں گے مگر جو آخِر تک برداشت کرے گا وہ نجات پائے گا۔"(مرقس باب 13 آیت 3 تا 13)

لوقا کی انجیل باب 21 میں اس واقعہ کا بیان اس طرح ہے:

"انہوں نے اس سے پوچھا کہ اے استاد! پِھر یہ باتیں کب ہونگی؟اور جب وہ ہونے کو ہوں اس وقت کا کیا نِشان ہے؟ اس نے کہا خبردار! گمراہ نہ ہونا کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ وہ میں ہوں اور یہ بھی کہ وقت نزدِیک آ پہنچا ہے۔ تم ان کے پیچھے نہ چلے جانا۔اور جب لڑائیوں اور فسادوں کی افواہیں سنو تو گھبرانہ جانا کیونکہ ان کا پہلے واقع ہونا ضرور ہے لیکن اس وقت فوراً خاتمہ نہ ہو گا۔

پھر اس نے ان سے کہا کہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی۔اور بڑے بڑے بھونچال آئیں گے اور جابجا کال اور مری پڑیگی اور آسمان پر بڑی بڑی دہشتناک باتیں اور نشانیاں ظاہر ہونگی۔ لیکن ان سب باتوں سے پہلے وہ میرے نام کے سبب سے تمہیں پکڑیں گے اور ستائیں گے اور عِبادتخانوں کی عدالت کے حوالہ کریں گے اور قید خانوں میں ڈلوائیں گے اور بادشاہوں اور حاکموں کے سامنے حاضر کریں گے۔ اور یہ تمہارا گواہی دینے کا موقع ہو گا۔ پس اپنے دل میں ٹھان رکھّو کہ ہم پہلے سے فکر نہ کریں گے کہ کیا جواب دیں۔ کیونکہ میں تمہیں ایسی زبان اور حکمت دونگا کہ تمہارے کسی مخالف کو سامنا کرنے یا خلاف کہنے کا مقدور نہ ہو گا۔اور تمہیں ماں باپ اور بھائی اور رِشتہ دار اور دوست بھی پکڑوائیں گے

بلکہ وہ تم میں سے بعض کو مروا ڈالیں گے۔ اور میرے نام کے سبب سے سب لوگ تم سے عداوت رکھیں گے۔ لیکن تمہارے سر کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوگا۔ اپنے صبر سے تم اپنی جانیں بچائے رکھو گے۔"(لوقا باب 21 آیت 7 تا 19)

(2) اجاڑنے والی مکروہ چیز:

حضرت مسیحؑ کی آمدِ ثانی کی علامتوں میں سے ایک بڑی علامت اجاڑنے والی مکروہ چیز ہے۔اس بارہ میں انجیل متی میں لکھاہے:

"پس جب تم اس اجاڑنے والی مکروہ چیز کو جس کا ذِکر دانی ایل نبی کی معرفت ہوا۔ مقدّس مقام میں کھڑا ہوا دیکھو (پڑھنے والا سمجھ لے)۔تو جو یہودیہ میں ہوں وہ پہاڑوں پر بھاگ جائیں۔ جو کوٹھے پر ہو وہ اپنے گھر کا اسباب لینے کو نیچے نہ اترے۔اور جو کھیت میں ہو وہ اپنا کپڑا لینے کو پیچھے نہ لوٹے۔ مگر افسوس ان پر جو ان دنوں میں حامِلہ ہوں اور جو دودھ پلاتی ہوں! پس دعا کرو کہ تم کو جاڑوں میں یا سبت کے دِن بھاگنا نہ پڑے۔کیونکہ اس وقت ایسی بڑی مصیبت ہوگی کہ دنیا کے شروع سے نہ اب تک ہوئی نہ کبھی ہوگی۔اور اگر وہ دن گھٹائے نہ جاتے تو کوئی بشر نہ بچتا۔ مگر برگزیدوں کی خاطِر وہ دِن گھٹائے جائیں گے۔اس وقت اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے تو یقین نہ کرنا۔

کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہونگے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کرلیں۔ دیکھو میں نے پہلے ہی تم سے کہہ دیا ہے۔ پس اگر وہ تم سے کہیں کہ دیکھو وہ بیابان میں ہے تو باہر نہ جانا یا دیکھو وہ کوٹھریوں میں ہے تو یقین نہ کرنا۔ کیونکہ جیسے بجلی پورب سے کوند کر پچھّم تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا۔"(متی باب 24 آیت 15 تا 27)

انجیل مرقس میں اس کا ذکر یوں ہے:

"پس جب تم اس اجاڑنے والی مکروہ چیز کو اس جگہ کھڑی ہوئی دیکھو جہاں اس کا کھڑا ہونا روا نہیں (پڑھنے والا سمجھ لے)اس وقت جو یہودیہ میں ہوں وہ پہاڑوں پر بھاگ جائیں۔جو کوٹھے پر ہو وہ اپنے گھر سے کچھ لینے کو نہ نیچے اترے نہ اندر جائے۔اور جو کھیت میں ہو وہ اپنا کپڑا لینے کو پیچھے نہ لوٹے۔مگر ان پر افسوس جو ان دنوں میں حاملہ ہوں اور جو دودھ پلاتی ہوں! اور دعا کرو کہ یہ جاڑوں میں نہ ہو۔کیونکہ وہ دِن ایسی مصیبت کے ہونگے کہ خِلقت کے شروع سے جسے خدا نے خلق کیا نہ اب تک ہوئی ہے نہ کبھی ہوگی۔اور اگر خداوند ان دِنوں کو نہ گھٹاتا تو کوئی بشر نہ بچتا مگر ان برگزیدوں کی خاطر جن کو

اس نے چنا ہے ان دِنوں کو گھٹایا۔اور اس وقت اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں یا دیکھو وہاں ہے تو یقین نہ کرنا۔ کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہونگے اور نِشان اور عجیب کام دِکھائیں گے تاکہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کر دیں۔ لیکن تم خبر دار رہو۔ دیکھو میں نے تم سے سب کچھ پہلے ہی کہہ دِیا ہے۔"
(مرقس باب13 آیت14 تا23)

(3) چاند سورج کا تاریک ہونا اور آسمان سے ستارے گرنا:

متی کی انجیل میں آخری زمانہ میں مسیح کی آمد ثانی کی علامتوں میں سے ایک خاص علامت اس طرح بیان ہے:

"اور فوراً اُن دِنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور **سِتارے آسمان سے گریں گے اور آسمانوں کی قوّتیں ہلائی جائیں گی**۔ اور اس وقت ابنِ آدم کا نِشان آسمان پر دِکھائی دے گا۔ اور اس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی اور **ابنِ آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی**۔ اور وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرِشتوں کو بھیجے گا اور وہ اس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اِس کنارے سے اُس کنارے تک جمع کریں گے۔" (متی باب24 آیت29 تا31)

مرقس کی انجیل میں اس نشان کا ذکر اس طرح ہے:

"مگر ان دِنوں میں اس مصیبت کے بعد سورج تارِیک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا۔ اور آسمان سے ستارے گرنے لگیں گے اور جو قوّتیں آسمان میں ہیں وہ ہِلائی جائیں گی۔ **اور اس وقت لوگ ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ بادلوں میں آتے دیکھیں گے**۔ اس وقت وہ فرشتوں کو بھیج کر اپنے برگزیدوں کو زمین کی اِنتہا سے آسمان کی اِنتہا تک چاروں طرف سے جمع کرے گا۔" (مرقس باب13 آیت24 تا27)

لوقا کی انجیل میں یہ نشان اس طرح بیان ہے:

"اور سورج اور چاند اور ستاروں میں نشان ظاہر ہونگے اور زمین پر قوموں کو تکلیف ہو گی کیونکہ وہ سمندر اور اس کی لہروں کے شور سے گھبر ا جائیں گی۔ اور ڈر کے مارے اور زمین پر آنے والی بلاؤں کی راہ دیکھتے دیکھتے لوگوں کی جان میں جان نہ رہے گی۔ اس لئے کہ آسمان کی قوتیں ہلائی جائیں گی۔ اس وقت لوگ اِبنِ آدم کو قدرت اور بڑے جلال کے ساتھ بادل میں آتے دیکھیں گے۔ اور جب یہ باتیں ہونے لگیں تو سیدھے ہو کر سر اوپر اٹھانا اِس لئے کہ تمہاری مخلصی نزدیک ہو گی۔"
(لوقا باب21 آیت25 تا28)

اناجیل میں بیان آمد مسیحؑ کی علامتیں اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام

اناجیل میں مسیح کی آمدِ ثانی کے زمانہ کی جو علامتیں بیان ہیں ان کے سیاق وسباق میں حضرت مسیح ناصریؑ کی زبانی اپنے معاً بعد یروشلم کی تباہی کی پیشگوئی بھی موجود ہے تو ان آمدِ ثانی کی نشانیوں میں بھی بعض وہ نشانیاں خلط ملط ہو گئی ہیں۔ لیکن اگر ان میں سے خاص آخری زمانہ کی نشانیاں کشید کریں تو مندرجہ ذیل علامتیں اناجیل کے ان حصوں میں بیان ہیں:

(1) آخری زمانہ میں مصیبتیں اور ایذائیں:

اناجیل کے مذکورہ حصّوں میں چند اذیتوں کا ذکر ہے ان میں سے بعض دونوں زمانوں پر یعنی حضرت مسیح ناصریؑ کے دور پر بھی اور آخری زمانہ پر بھی چسپاں ہوتی ہیں۔ اب ہم ذیل میں ان کا حضرت بانیٔ جماعتِ احمدیہؑ کے حوالہ سے جائزہ لیتے ہیں۔

(i) جھوٹے ملہم من اللہ بھی ظاہر ہوں گے اور لوگوں کو گمراہ کریں گے۔

انجیل کی مذکورہ پیش گوئیوں میں آخری زمانہ کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ جھوٹے ملہم من اللہ اٹھ کھڑے ہوں گے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ چنانچہ آخری زمانہ میں جب حضرت مرزا غلام احمدؑ نے دعویٰ مسیحیت کیا اس وقت مسلمانوں میں بھی اور مسیحیوں میں بھی بہت سے ملہم من اللہ موجود تھے جن میں امریکہ کا الیگزینڈر ڈوئی (John Alexander Dowie)، مورمن فرقہ کا بانی جوزف سمتھ (Joseph Smith)، انگلینڈ کا پگٹ (John Hugh Smyth-Pigott) وغیرہ شامل ہیں۔

اب اس جگہ کوئی سوال اٹھا سکتا ہے کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ وہ جھوٹے تھے اور مرزا صاحب سچے تھے تو اس کا جواب آسان لفظوں میں یہ ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا مسیحی حضرات نے بھی اپنے زمانہ میں اپنی جماعتیں بنائیں۔ خدا تعالیٰ سے الہام پانے کا دعویٰ کرتے ہوئے مختلف پیشگوئیاں کیں۔ آج ان کی جماعتیں کہاں ہیں اور حضرت مرزا صاحبؑ کی قائم کردہ جماعت کہاں ہے۔ ان کی پیشگوئیاں کتنی سچی نکلیں اور مرزا صاحب کی کتنی سچی نکلیں۔ آج ان میں سے بعض کا نام لیوا دنیا میں کوئی نہیں لیکن حضرت مرزا صاحب کی جماعت آج دنیا کے ہر کونے میں پہنچ کر اسلام اور آپ کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر رہی ہے۔

(ii) قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی۔

اپنی ہیبت کے ساتھ یہ پیشگوئی جنگِ عظیم اوّل اور دوم پر پوری ہوئی یہ دونوں جنگیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے دعویٰ کے بعد ہوئیں۔

(iii) مسیح کے متبعین کو بہت زیادہ ستایا جائے گا۔

یہ علامت ایسی ہے جو حضرت مسیحؑ کے واقعہ صلیب کے بعد آپؑ کے متبعین کے بارہ میں بھی پوری ہوئی یعنی اس زمانہ میں بھی آپ کے متبعین کو بہت زیادہ ستایا گیا اور صدیوں پر محیط دور ابتلاء ان پر آیا۔ ساتھ آخری زمانہ میں بھی مسیح موعودؑ کے ظہور کے بعد مسیح موعودؑ کے متبعین پر یہ دور آیا کہ انہیں بھی اسی طرح ستایا گیا بلکہ بعض ممالک میں ابھی تک اسی طرح ستایا جارہا ہے جس طرح ان پیشگوئیوں میں ذکر ہے کہ ان پر مقدمے بنائے جائیں گے، لوگ ان کو پکڑوائیں گے ان کو عدالتوں میں گھسیٹا جائے گا اور یہ سب کچھ مسیح موعود کو ماننے کی وجہ سے ان کے ساتھ روا رکھا جائے گا۔ لیکن ساتھ مسیح نے یہ خوشخبری بھی سنائی کہ اس سے ان کا بال بھی بیکا نہ ہو گا یعنی یہ تمام ایذاء رسانیاں ان کی مجموعی ترقی میں کوئی روک پیدا نہیں کر سکیں گی۔

(iv) جگہ جگہ کال (قحط) پڑیں گے۔

آپؑ کی بعثت کے بعد دنیا میں دو بڑی جنگیں ہو چکی ہیں اور جنگوں کا لازمی نتیجہ قحط کی صورت میں نکلتا ہے۔ جنہوں نے وہ جنگیں دیکھیں ہیں وہ اس زمانہ کی قحط سالی کے حالات سے خوب آگاہ ہیں۔ اور اس موضوع پر لکھی جانے والی کتب سے آسانی سے اس کے بارہ میں آگاہی حاصل کی جاسکتی ہے اس پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

(v) بے دینی بڑھ جائے گی۔

یہ بات بھی **اظہر من الشمس** ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کے دعویٰ کے وقت دنیا میں بے دینی کا کیا عالم تھا اور اس وقت سے لے کر آج تک یہ بے دینی بڑھتی ہی جارہی ہے سوائے ان لوگوں کے جو آپ کی جماعت میں شامل ہو رہے ہیں اور خاص طور پر مسیحی دنیا اب مذہب سے نکل کر دہریت کی گود میں جاچکی ہے اور آج کے زمانہ سے زیادہ بے دینی پہلے کسی زمانہ میں نہ تھی خاص طور پر مسیحی دنیا میں۔

(vi) جگہ جگہ بھونچال آئیں گے۔

آخری زمانہ میں مسیحؑ کے وقت کی ایک اہم نشانی یہ بیان ہوئی ہے کہ اس وقت زلزلے کثرت سے آئیں گے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کے دور میں بڑی کثرت سے بڑے ہولناک زلزلے آئے۔ جنہوں نے زمین کو ہلا کرر کھ دیا۔ اور یہ پیش گوئی بھی بڑی شان سے پوری ہوئی۔ بلکہ اپنے زمانہ میں آنے والے بعض زلزلوں کے بارہ میں آپؑ نے قبل از وقت اطلاع بھی دے دی تھی۔

چنانچہ زلزلوں کے حوالہ سے اپنے نشانوں کے پورا ہونے کے بارہ میں آپؑ اپنی تصنیف **حقیقۃ الوحی** میں فرماتے ہیں:

”49۔ انچاسواں نشان یہ ہے کہ میں نے زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کی تھی جو اخبار الحکم اور البدر میں چھپ گئی تھی کہ ایک سخت زلزلہ آنے والا ہے جو بعض حصّہ پنجاب میں ایک سخت تباہی کا موجب ہوگا اور پیشگوئی کی تمام عبارت یہ ہے: زلزلہ کا دھکا۔ عَفَتِ الدِّيَارُ مَحَلُّهَا وَمُقَامُهَا چنانچہ وہ پیشگوئی 4 اپریل 1905ء کو پوری ہوئی۔

50۔ پچاسواں نشان یہ ہے کہ میں نے پھر ایک پیشگوئی کی تھی کہ اس زلزلہ کے بعد بہار کے دنوں میں پھر ایک اور زلزلہ آئے گا۔ اس الہامی پیشگوئی کی ایک عبارت یہ تھی۔ ”پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔“ چنانچہ 28 فروری 1906ء کو وہ زلزلہ آیا اور کوہستانی جگہوں میں بہت سا نقصان جانوں اور مالوں کے تلف ہونے سے ہوا۔

51۔ اکاونواں نشان یہ ہے کہ پھر میں نے ایک اور پیشگوئی کی تھی کہ کچھ مدت تک زلزلے متواتر آتے رہیں گے۔ ان میں سے چار زلزلے بڑے ہوں گے اور پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا چنانچہ زلزلے اب تک آتے ہیں اور ایسے دو مہینے کم گذرتے ہیں جن میں کوئی زلزلہ نہیں آجاتا اور یقیناً یاد رکھنا چاہیئے کہ بعد اس کے سخت زلزلے آنے والے ہیں خاص کر پانچواں زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہوگا اور خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ یہ سب تیری سچائی کے لئے نشان ہیں۔“

(”حقیقۃ الوحی“ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 231)

(vii) وبائیں پھیلیں گی اور بہت اموات ہوں گی۔

اناجیل میں مذکور آخری زمانہ کی علامتوں میں سے ایک خاص علامت یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ اس زمانہ میں وبائیں پھیلیں گی جن سے بڑی کثرت سے اموات ہوں گیں۔ چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کے زمانہ میں ہندوستان اور دنیا کے دیگر بہت سے ممالک میں طاعون کی خطرناک وباء پھیلی جس سے لاکھوں کی تعداد میں اموات واقع ہوئیں۔ اس کی خبر بھی حضرت مسیح موعودؑ نے قبل از وقت اپنی تحریرات میں دے دی تھی اور انجیل کی یہ پیشگوئی بھی بڑی شان سے

آپؑ کے زمانہ میں پوری ہوئی۔

طاعون کے نشان کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔" ("کشتی نوح" روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 5)

گورنمنٹ نے طاعون کو روکنے کے لیے تمام تر حفاظتی اقدامات کئے۔ اس سے بچاؤ کے لیے ٹیکے ایجاد کئے لیکن یہ سب بے سود ثابت ہوئے اور طاعون کا یہ نشان پوری شان سے پورا ہوا۔

Encyclopedia Americana اس بارہ میں لکھتا ہے:

"Massive, costly investment in inspecting travelers and quarantining suspected carriers was unsuccessful in arresting the progress of plague in India.... plague, spread like wildfire through crowded Asian cities, killing over 13 million in one year alone. In the United States, plague in San Francisco between 1900 and 1907 received the most public attention and concern. From 1900 to 1904 there were 121 cases of plague with 118 deaths in San Francisco."[1]

مفہوماً ترجمہ: سرکاری طور پر مسافروں کے معائنے اور اس مرض سے متاثرہ لوگوں کو دوسروں سے الگ رکھنے کے لیے بڑی بھاری رقوم خرچ کی گئیں۔ لیکن یہ سب اقدامات طاعون کی شدت کو کم نہ کر سکے۔ طاعون جنگل کی آگ کی طرح ایشیاء کے گنجان آباد شہروں میں پھیل گئی جس سے صرف ایک سال میں ہی تیرہ ملین اموات ہوئیں۔ 1900ء سے 1907ء کے درمیانی عرصہ میں امریکہ سین فرانسیسکو میں طاعون عوام کے لیے خاصی تشویش کا باعث بنی۔ 1900ء سے 1904ء تک 121 کیس طاعون کے سامنے آئے۔ جن میں سے 118 کی اموات سین فرانسیسکو میں ہوئی۔

(2) دانیال نبی کی کتاب میں بیان اجاڑنے والی مکروہ چیز کا ظہور ہو گا۔

اناجیل کے مذکورہ حوالوں میں آخری زمانہ کی ایک اور خاص علامت کا ذکر دانیال نبی کے حوالہ سے اجاڑنے والی

[1] Encyclopedia Americana vol 22 page 169 Scholastic Library Publishing, Inc. 2004

مکروہ چیز کے ظہور پذیر ہونے سے متعلق ہے اس حوالہ سے ہمیں دانیال کی کتاب میں اس پیشگوئی کو اپنی اصل صورت میں دیکھنا پڑے گا۔ دانی ایل نبی نے آخری زمانے میں ظاہر ہونے والے وجود کی خبر دیتے ہوئے بیان کیا کہ:

''اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی اور وہ اجاڑنے والی مکروہ چیز نصب کی جائے گی ایک ہزار دو سو نوے دن ہوں گے۔ مبارک ہے وہ جو ایک ہزار تین سو پینتیس روز تک انتظار کرتا ہے۔''

(دانی ایل باب 12 آیات 12,11)

اس میں حضرت دانی ایل نے بیان فرمایا کہ جب دائمی قربانی موقوف ہوگی یعنی سوختنی قربانی جو یہودی شریعت میں رائج تھی وہ ایک نئی شریعت کے آنے کی وجہ سے ختم ہو جائے گی چنانچہ اسلام کے آنے سے یہ سوختنی قربانی موقوف ہوئی اور اجاڑنے والی مکروہ چیز نصب ہوئی اس سے مراد وہ جنگیں ہیں جو ناپسندیدہ ہوتی ہیں ان سے تباہی بھی ہوتی ہے لیکن مجبوراً وہ لڑی جائیں گی جیسا کہ مدینہ میں جاکر نبی کریم ﷺ کو اپنے دفاع میں تلوار اٹھانا پڑی فرمایا تب سے بارہ سو نوے دن انتظار کرنا۔ مذہبی کتابوں میں بعض اوقات ایک دن سے مراد ایک سال لیا جاتا ہے چنانچہ بات یوں بنے گی کہ 1290ھ میں خدا کا وہ مامور ظاہر ہو گا جس کے انتظار کرنے والے کو بھی مبارک قرار دیا گیا ہے۔ پیشگوئی میں جو 1335ھ کا ذکر آتا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اس موعود کے انتظار کا زمانہ 1290ھ تا 1335ھ ہو گا اس دوران وہ ضرور ظاہر ہو جائے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آپ کو اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

''اس پیشگوئی میں مسیح موعود کی خبر ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا سو دانیال نبی نے اس کا یہ نشان دیا ہے کہ اس وقت سے جو یہودی اپنی رسم قربانی سوختنی کو چھوڑ دیں گے اور بد چلنیوں میں مبتلا ہو جائیں گے ایک ہزار دو سو نوے سال ہوں گے جب مسیح موعود ظاہر ہو گا تو اس عاجز کے ظہور کا یہی وقت تھا کیونکہ میری کتاب براہین احمدیہ صرف چند سال بعد میرے مامور اور مبعوث ہونے کے چھپ کر شائع ہوئی ہے اور یہ عجیب امر ہے اور میں اس کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک بارہ سو نوے ہجری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ و مخاطبہ پا چکا تھا....

پھر آخری زمانہ میں اس مسیح موعود کا دانیال 1335 برس لکھتا ہے جو خدا تعالیٰ کے اس الہام سے مشابہ ہے جو میری عمر کی نسبت بیان فرمایا ہے.... حضرت عیسیٰ کی پیشگوئی جو مسیح موعود کے بارہ میں انجیل میں ہے اس کا اس سے توارد ہو

گیاہے اور وہ بھی یہی زمانہ مسیح موعود کا قرار دیتی ہے۔‘‘

(’’حقیقۃ الوحی‘‘روحانی خزائن جلد22صفحہ207)

(3) چاند اور سورج تاریک ہو جائیں گے اور آسمان سے ستارے گریں گے۔

اس نشان کا تذکرہ مسیحی لٹریچر کے ساتھ ساتھ اسلامی لٹریچر میں بھی ملتا ہے۔ مثلاً اسلامی روایات کی کتاب سنن دار قطنی میں اس نشان کی مکمل تفصیلات درج ہیں۔ یہ نشان بڑی شان کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں ظاہر ہوا۔1889ء میں آپؑ نے مبعوث ہونے کے بعد پہلی بیعت لی اور پانچ سال بعد 1894ء میں یہ نشان بڑی شان کے ساتھ ظہور پذیر ہوا اور مارچ، اپریل دو مہینوں میں رمضان کے دوران چاند اور سورج دونوں کو گرہن لگا۔

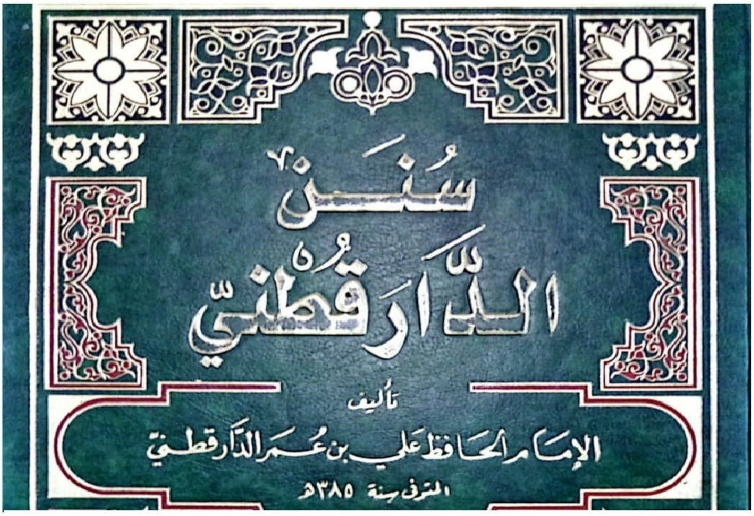

١٧٧٧ - حدثنا أبو سعيد الأصطخري، ثنا محمد بن عبد الله بن نوفل، ثنا عبيد بن يعيش، ثنا يونس بن بكير، عن عمرو بن شمر، عن جابر، عن محمد بن عليّ قال: «إن لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق السماوات والأرض، تنكسف القمر لأول ليلة من رمضان، وتنكسف الشمس في النصف منه، ولم تكونا منذ خلق الله السماوات والأرض»(٤).

(سنن الدَّارَقُطنِی، کتاب العیدین باب صفۃ صلاۃ الخسوف والکسوف وھیئتھما حدیث 1777 صفحہ 51 المجلد الاوّل، الجزء الثانی دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

13رمضان المبارک 1311ہجری بمطابق 21مارچ 1894ء کوچاند گرہن ہوا اور 28 رمضان المبارک 1311ہجری بمطابق 6اپریل1894ء کوسورج گرہن ہوا۔ جس کا تذکرہ اس وقت کے اخبارات میں موجود ہے۔ مثلاً سول اینڈ ملٹری گزٹ میں 6اپریل والے سورج گرہن کے متعلق خبر اس طرح چھپی۔

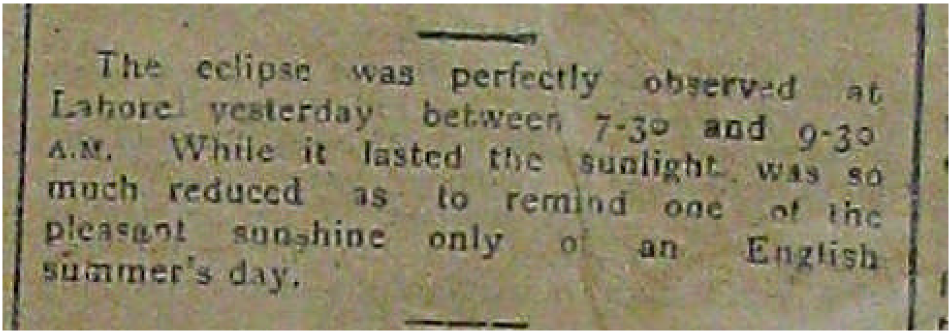

The eclipse was perfectly observed at Lahore yesterday between 7-30 and 9-30 A.M. While it lasted the sunlight was so much reduced as to remind one of the pleasant sunshine only of an English summer's day.

"The Eclipse was perfectly observed at Lahore yesterday between 7:30 and 9:30 AM while it lasted the sun light was so much reduced as to remind one of the plesant sun shine only of an English summer`s day." (The Civil and Military Gazette 7 April 1894)

اسی طرح اس نشان کا دوسرا حصّہ یہ تھا کہ مسیح کی آمدِ ثانی کے وقت آسمان سے کثرت سے ستارے بھی گریں گے اور آسمان کی قوتیں بھی ہلائیں جائیں گی۔ چنانچہ اس نشان کا یہ حصّہ بھی حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کے وقت میں بڑی شان سے پورا ہوا۔ چنانچہ شہاب ثاقب کی ایک بڑی زبردست بارش نومبر 1885ء میں ہوئی جس کا ذکر اس وقت کے اخبارات میں بھی چھپا۔ چنانچہ اس بارہ میں خود حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”مجھ کو یاد ہے کہ ابتدائے وقت میں جب مَیں مامور کیا گیا تو مجھے یہ الہام ہوا کہ جو براہین کے صفحہ 238 میں مندرج ہے یا احمد بارک اللہ فیک ما رمیت اذ رمیت ولٰکن اللہ رمٰی... یعنی اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی اور جو تو نے چلایا یہ تُو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا... ان الہامات کے بعد کئی طور کے نشان ظاہر ہونے شروع ہوئے چنانچہ منجملہ ان کے ایک یہ کہ 28نومبر 1885ء کی رات کو یعنی اس رات کو جو 28نومبر 1885ء کے دن سے پہلے آئی ہے اِس قدرت شہب کا تماشا آسمان پر تھا جو مَیں نے اپنی تمام عمر میں اس کی نظیر کبھی نہیں دیکھی اور آسمان کی فضا میں اس قدر ہزارہا شعلے ہر طرف چل رہے تھے جو اس رنگ کا دنیا میں کوئی بھی نمونہ نہیں تا مَیں اس کو بیان کرسکوں مجھ کو یاد ہے کہ اُس وقت یہ الہام بکثرت ہوا تھا کہ ما رمیت اذ رمیت ولٰکن اللہ رمٰی۔ سو اُس رمی کو رمی شہب سے بہت مناسبت تھی۔ یہ شہب ثاقبہ کا تماشہ جو 28نومبر 1885ء کی رات کو ایسا وسیع طور پر ہوا جو یورپ اور امریکہ اور ایشیا کے عام اخباروں میں

بڑی حیرت کے ساتھ چھپ گیا لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ یہ بے فائدہ تھا۔ لیکن خداوند کریم جانتا ہے کہ سب سے زیادہ غور سے اس تماشا کے دیکھنے والا اور پھر اُس سے حظّ اور لذت اٹھانے والا مَیں ہی تھا۔ میری آنکھیں بہت دیر تک اِس تماشا کے دیکھنے کی طرف لگی رہیں اور وہ سلسلہ رمی شہب کا شام سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ جس کو مَیں صرف الہامی بشارتوں کی وجہ سے بڑے سرور کے ساتھ دیکھتا رہا کیونکہ میرے دل میں الہاماً ڈالا گیا تھا کہ یہ تیرے لئے نشان ظاہر ہوا ہے۔ اور پھر اس کے بعد یورپ کے لوگوں کو وہ ستارہ دکھائی دیا جو حضرت مسیح کے ظہور کے وقت میں نکلا تھا میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ ستارہ بھی تیری صداقت کے لئے ایک دوسرا نشان ہے۔ "("آئینہ کمالات اسلام" روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 109 تا 111 بقیہ حاشیہ)

حرفِ آخر

انیسویں صدی کے آخر میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ نے خدا سے خبر پا کر اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔ یہ زمانہ بزبان حال اس وقت ایک مسیحا کا منتظر نظر آتا ہے۔ اس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ مسیحی دنیا میں اس وقت مسیح کی آمد ثانی کے حوالہ سے اٹھنے والی بہت سی تحریکات پیدا ہوئیں اور بہت سا لٹریچر اس وقت اس حوالہ سے لکھا گیا جس میں مسیح کی آمد کے قریب ہونے کا اعلان کیا گیا تھا۔ مثال کے طور پر انیسویں صدی میں William Miller نامی ایک امریکی نے یہ نظریہ پیش کیا کہ جلد ہی مسیح دنیا میں تشریف لے آئیں گے اور آخری ہزار سالہ دور شروع ہو جائے گا۔ اس شخص کی تعلیمات اور نظریات تسلیم کرنے والوں کے بہت سے گروہ بن گئے۔ جن میں سے موجودہ زمانہ میں سب سے بڑا گروہ The Seventh Day Adventists ہے۔

William Miller نے بائبل کے صحائف کے مطالعہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مسیح کی آمد ثانی 1843ء سے لے کر 1844ء تک ہو جائے گی۔ بہت سے افراد نے جو پہلے سے مذہبی رجحانات رکھتے تھے اسکے نظریات کو قبول کیا اور مسیح کی آمد کا انتظار شروع کر دیا۔ اس زمانے میں انکی تعداد 70 ہزار سے ایک لاکھ بیان کی جاتی ہے۔ جب مقررہ عرصہ گزر گیا اور مسیح تشریف نہ لائے تو 22 اکتوبر 1844ء کا دن مقرر کیا گیا۔ اس دن بہت بڑی تعداد میں لوگ اکٹھے ہو کر مسیح کی آمد کے لیے دعائیں کرتے رہے۔ اور جب اس روز بھی کوئی آسمان سے نہ اترا تو اکثریت نے وِلیم کو چھوڑ کر واپس اپنی کلیساؤں کی راہ لی اور اصطلاح میں اس دن کو The Great Disappointment[1] کہا جاتا ہے۔

چنانچہ اس کے بعد مسیح کی آمدِ ثانی کے حوالہ سے مسیحی دنیا میں سخت مایوسی پھیل گئی اور اب بعض مسیحی حضرات کا

[1] Great Disappointment - Wikipedia

رجحان اس طرف ہو گیا کہ مسیح کا دوبارہ آنا ظاہری طور پر نہیں ہے بلکہ اس سے مراد کلیسیاء کا ترقی کرنا ہے اور اب آسمان سے کوئی نہیں آئے گا۔ چنانچہ بائیبل کی مشہور تفسیر Interpreter's Bible میں لکھا ہے:

"One mistake, however, these early Christian men made. They thought that he would come back the same way he went. They watched the skies for his return. They forgot, or perhaps they never knew, that things seldom come back the way they go... Who have watched the sky for Jesus has been disappointed, and so will they always be. He will never come that way."[1]

مفہوماً ترجمہ: مسیح کی آمد ثانی کے متعلق ایک غلطی جو ابتدائی مسیحی بزرگوں نے کھائی وہ یہ تھی کہ انہوں نے سوچ لیا کہ مسیح اسی طرح واپس آئیں گے جس طرح آپ آسمان پر گئے تھے۔ انہوں نے آپ کی واپسی کے انتظار میں آسمانوں پر نظریں لگائی رکھیں... وہ بھول گئے یا پھر انہیں اس بارہ میں کوئی علم ہی نہیں کہ **چیزیں جس شکل میں جاتی ہیں اسی شکل میں شاذونادر ہی واپس آتی ہیں۔** جنہوں نے مسیح کی آمد کے حوالہ سے آسمان کی طرف نظریں لگائیں وہ مایوس ہو چکے ہیں اور وہ اسی طرح ہمیشہ مایوس رہیں گے۔ **وہ اس طرح کبھی نہیں آئے گا۔**

مسیح کی ظاہری آمد کے حوالہ سے عیسائی دنیا کی یہ مایوسی بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ایک ثبوت ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے مسلمانوں اور عیسائیوں دونوں میں مسیح کے ظاہری نزول کے حوالہ سے مایوسی پھیلنے کی پیشگوئی اپنی تصنیف تذکرۃ الشہادتین میں قبل ازیں فرمادی تھی۔ چنانچہ اس حوالہ سے آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"**یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔** ہمارے سب مخالف جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور اُن میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا۔ اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰؑ اب تک آسمان سے نہ اُترا۔

[1] The Interpreter's Bible, Volume 9 page 31, 32 New York. Abingdon, Cokesbbury press Nashville, 1951

تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور **ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہو گی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا**۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اُس کو روک سکے۔"("تذکرۃ الشہادتین" روحانی خزائن جلد20 صفحہ 67)

آمد مسیح کے زمانہ کے متعلق مسیحیوں کا اندازہ تقریباً درست ہی تھا لیکن چونکہ آمد کے طریق کے متعلق وہ آسمان سے مسیح کے اترنے کے منتظر تھے اس لئے غلطی کھائی اور ان کی یہ غلطی زیادہ قابل مؤاخذہ اس لئے بھی بنتی ہے کہ یہود کے مقابلہ میں ان کے پاس ایک مثال اور حضرت مسیح ناصریؑ کا ایک فیصلہ یوحنا کی صورت میں موجود تھا کہ آسمان سے کوئی نہیں آتا بلکہ اسی زمین پر اس کی صفات لے کر کوئی شخص پیدا ہوتا ہے۔[1]

چنانچہ اس حوالہ سے حضرت مسیح موعودؑ اپنی تصنیف "مسیح ہندوستان میں" میں فرماتے ہیں:

"انجیلوں میں... حضرت مسیح کے آنے کے متعلق... جو آخری زمانہ میں آنے کا وعدہ ہے وہ وعدہ روحانی طور پر ہے اور وہ آنا اسی قسم کا آنا ہے جیسا کہ ایلیا نبی مسیح کے وقت دوبارہ آیا تھا۔ سو وہ ہمارے اس زمانہ میں ایلیا کی طرح آچکا ہے اور وہ یہی راقم ہے جو خادم نوع انسان ہے جو مسیح موعود ہو کر مسیح علیہ السلام کے نام پر آیا۔ اور مسیح نے میری نسبت انجیل میں خبر دی ہے۔ سو مبارک وہ جو مسیح کی تعظیم کے لئے میرے باب میں دیانت اور انصاف سے غور کرے اور ٹھوکر نہ کھاوے۔"

("مسیح ہندوستان میں" روحانی خزائن جلد15 صفحہ 38)

❁❁❁❁❁

[1] دیکھیں متی کی انجیل باب10 آیت13

ردِّ دہریت

ایک معروف دہریہ Richard Dawkins کے اعتراضات کے جواب

(وسیمہ اُپل بنت پروفیسر چوہدری رحمت علی مسلم)

ایک ہی خالق ہے اور وہی کنٹرولر بھی ہے

گزشتہ دو شماروں سے مشہور دہریہ مصنف رچرڈ ڈاکنز کی کتاب "The God Delusion" کے حوالہ سے بعض حقائق کو پیش کیا جارہا ہے جس سے اس کتاب کے مندرجات کی نفی ہوتی ہے۔ چنانچہ گزشتہ شمارہ میں قارئین سے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ ”ہم انشاء اللہ اگلے شمارہ میں دکھائیں گے کہ سائنس ثابت کرتی ہے کہ کائنات perfect ہے اور اس کے قوانین میں ایک عجیب خوبصورتی اور توازن ہے بالکل اسی طرح جس طرح زمین پر زندگی بہت خوبصورت ہے اور ایک تناسب اور توازن رکھتی ہے۔ سائنس کے جو قوانین زمین پر کام کرتے ہیں وہی کائنات میں بھی کارفرما نظر آتے ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ ان دونوں کا ایک ہی خالق ہے اور وہی کنٹرولر بھی ہے۔“ چنانچہ اب یہ وعدہ ایفاء کیا جارہا ہے۔

The Cosmological Model of the Universe

ہماری کائنات کب بنی کیسے بنی اس کی evolution کیسے ہوئی۔ اس میں کون کون سے عوامل کام کر رہے تھے اور اب یہ کیسے بڑی پرسکون نظر آتی ہے کیا اب ارتقاء کا یہ سب سفر رک گیا ہے اور اب اس کا مستقبل کیا ہے؟

ان سوالات اور بہت سے مزید سوالات کے جوابات کے لئے پچھلے سو سال میں بہت سی تحقیق اور تجربات کئے گئے اور پھر ان کے نتیجے مرتب کئے گئے اور ان کی Equations بنائیں گئیں اور پھر ان مساواتوں کی بنیاد پر مزید calculations کی گئیں اور ابھی بھی مزید تحقیق جاری ہے۔

اگر دنیا میں جانداروں کے اندر کے خوبصورت pattern کو غور سے دیکھیں اور پھر کائنات کے pattern یعنی نمونہ اور design کو دیکھیں تو اس میں ہمیں بڑی مطابقت نظر آتی ہے مثال کے طور پر ایک پتے کے اندر خوبصورت venation ہے جو پانی اور کھانا لے کر جانے کا سسٹم ہے بالکل اسی طرح انسانی جسم میں ہر جگہ کھانا، پانی اور دوسری ضروریات کو پہنچانے کے لئے خون کا circulation system ہے۔ یہ بھی blood vessels اور capillaries کا بہت intricate اور closely related نظام ہے جس کو ایک مرکز یعنی دل کنٹرول کرتا ہے جس کے نتیجے میں سارا سسٹم بہت صحیح طریقے سے چلتا ہے اور ایک توازن قائم رہتا ہے۔ اسی طرح کائنات کے بننے اور چلنے کے لئے ایک Standard Model ہے جو چار بنیادی طاقتوں سے چلتا ہے اور یہ چار بنیادی طاقتیں جن کا ہم ابھی ذکر کریں گے دراصل مل کر ایک ہی طاقت ہیں جس کو سائنس دانوں نے بہت حد تک (مگر مکمل طور پر نہیں) ثابت کیا ہے اور اس عظیم سائنس دان نے جو خالق کی وحدانیت پر یقین رکھتا تھا یہ prediction بہت پہلے کر دی تھی کہ nature کی ان چار forces کی unification (یکجا) ہو گی۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے اسی unification پر کام کیا اور ثابت کیا کہ Electromagnetic force اور Weak nuclear force دراصل ایک ہی force کے دو روپ ہیں اور نوبل انعام پانے والے پہلے مسلمان سائنس دان کہلائے۔

کائنات کے بننے میں ان طاقتوں کا جو role ہے وہی Cosmological Model of the Universe کہلاتا ہے۔ اس سارے process میں جن stages کو سائنس دان معلوم کر چکے ہیں ان سے یہ حقائق سامنے آئے ہیں کہ کائنات بالکل perfect ہے اور اس کا ایک حیرت انگیز ڈیزائن ہے اس Design کے بننے اور چلنے میں جو process ہوتے رہے ان کے لئے بہت precision اور درستگی چاہیئے تھی، بہت accurate values چاہیئے تھیں، کچھ بھی گڑبڑ یا بے ترتیبی ہوتی تو یہ نظام وجود میں ہی نہ آتا، لیکن چاروں forces مل کر حالات کو سازگار بناتی رہیں۔ کب کس وقت کیسا ماحول اور کیسے حالات چاہئیں یہ ایک بہت ہی Fine Tuning تھی جس میں معمولی سی تبدیلی کے بھی خطرناک نتائج ہوسکتے تھے اور مکمل Chaos ہو جاتا۔

ایک عرصہ سے انسان کا تجسس اس کو اس طرف مائل کرتا تھا کہ وہ معلوم کرے کہ یہ سب کیسے اور کیوں ہوا؟ ابوریحان محمد البیرونی (973-1048) کا کہنا تھا کہ جو قوانین کائنات میں کام کر رہے ہیں وہی اس کرۂ ارض پر بھی کام کر رہے ہیں۔ بعد میں گلیلیو (1564-1642) نے بھی یہی موقف پیش کیا۔ چنانچہ اس سادہ سی دلیل سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر ہمیں اس زمین پر بڑی خوبصورت اور متناسب اور متوازن زندگی نظر آتی ہے تو ایسا ہی کچھ معاملہ ہماری کائنات کے

ساتھ بھی ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ حیرت ہے کہ رچرڈ ڈاکنز کو مور میں اور آنکھ میں **تو بڑی خوبصورتی اور ڈیزائن نظر آتا ہے لیکن آسمان اور ہماری وسیع تر کائنات میں نہیں!!!۔**

بہر حال کائنات کے بننے کے تمام process میں perfect سسٹم کو سمجھنے کے لئے Standard Model of Cosmology کو زیر بحث لانا ضروری ہے اس سے یہی حقیقت کھل کر سامنے آئے گی کہ سائنس سے ثابت ہوتا ہے کہ کائنات میں ایک ترتیب، خوبصورتی، ہم آہنگی، توازن اور بہت ذہین ڈیزائن (intelligent design) ہے۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح زندگی کے بننے کے لئے ایک ذہانت سے بھرپور ڈیزائن تھا۔ اور ظاہر ہے کہ ان دونوں نظاموں کا ایک ہی خالق ہے اس لئے ایک ہی قسم کے قوانین ان دونوں نظاموں میں کام کر رہے تھے۔ خالق کے بغیر تخلیق نہیں ہو سکتی اور وہ خوبصورتی اور تناسب جو اس خالق کی مخلوقات میں ہے اس کی صناعی کو ظاہر کرتا ہے۔ اور اگر خالق اپنی تخلیق کے بارے میں حقائق سے آگاہ کرے اور سائنس اس کو تحقیق اور تجربات سے سچ ثابت کر دے تو معلوم ہوا کہ سائنس اور مذہب میں بڑی مطابقت ہے۔

Standard Model of Cosmology

سائنس دانوں کا خیال ہے کہ کائنات جس کو ہم آج دیکھتے ہیں وہ تقریباً 15 سے 20 یا کچھ کے مطابق 13.8 بلین سال قبل ایک BigBang کے نتیجہ میں بنی شروع ہوئی جب تمام مادہ اور چار بنیادی طاقتیں (Four fundamental Forces) یعنی

1. Electromagnetic Forces۔ جو آج سورج سے آتی یا آپ کو بجلی کی شکل میں روشنی X-rays، radioways، UV، microways وغیرہ کی صورت میں نظر آتی ہے۔
2. Gravity۔ ایک نہ نظر آنے والی طاقت جو زندگی کو زمین پر قائم رکھے ہوئے ہے اور تمام ستاروں اور اجرام فلکی کو اپنے اپنے رستوں پر قائم رکھتی ہے۔
3. تیسری وہ طاقت جس کا تعلق ایٹم سے ہے اسے weak nuclear کہتے ہیں جس سے ایٹم کے nucleus میں ایک عمل ہوتا ہے (radioactive decay) جو ستاروں اور سورج میں ہوتا ہوا ہمیں نظر آتا ہے جسے nuclear fusion کہتے ہیں۔ اصل میں یہ force subatomic particles اور مادہ کے باریک ترین ذرات میں interaction ہے وہ ذرات جن سے ایٹم کے Protons اور neutrons اور electrons بنتے ہیں۔

4. چوتھی قوت۔ strong nuclear force ہے جو Electromagnetic forces سے بھی طاقت ور ہے۔ یہ ان باریک ذرات quarks کو اکٹھا رکھتی ہے جن سے ایٹم میں Protons اور neutrons بنتے ہیں۔

ان چار forces کے بارے میں تھوڑا سا جاننا اس لئے ضروری ہے کہ ان کے کام کرنے میں کچھ بھی خود بخود نہیں ہو سکتا بلکہ یہ قوتیں کسی بہت عظیم طاقت کے اصولوں کے تحت کام کرتی ہیں اور یہ اس ہستی کا وجود ثابت ہوتا ہے جو دہریہ لوگوں کے لئے کاری ضرب ہے۔ اور انہیں بتایا جاسکتا ہے کہ قدرت کی چار forces کسی اندھے یا بے ترتیب منتظم کے اصول پر کام نہیں کر رہی تھیں ورنہ بہت کچھ haphazard (بے ترتیب) بن جاتا اور natural selection کا اصول اس سلسلہ میں کچھ بھی مددگار نہ ہو سکتا۔

خالق کی بنائی ہوئی چار forces کے نتیجہ میں ایٹم کے nucleus (مرکز) بنے اور ان کے subatomic particles کو forces نے پکڑے رکھا اور پھر بڑی خوبصورت ترتیب سے اس طاقت نے جو magnetic force تھی مرکز کے گرد electrons کو پکڑے رکھا۔ پھر gravity وہ قوت تھی جو مادہ کو ایک دوسرے کے پاس رکھتی تھی جس سے پھر ستارے اور سیارے بنے، تمام atoms کو بھی ایک force پکڑ کر رکھتی ہے۔

یہ سب کچھ کائنات میں اصول و ضوابط کے تحت ہوا تو انائی کی مقدار کتنی تھی؟ اس کی Quantum nature کیا تھی؟ protons کی frequency اور طاقت کس level پر تھی یعنی absolute value کیا تھی، particles کا mass کیسے بنا اور کتنا تھا تاکہ ان کے نتیجہ میں کوئی reaction ہو سکتا۔

ظاہر ہے اس پورے نظام کی تخلیق کے لئے کسی ایسی ہستی (Designer) نے یہ اصول اور قوانین متعین کئے جس کو علم تھا کہ یہ سب کیسے ہونا ہے اور وہ سب سے زیادہ جانتا تھا کہ کون سی چیز کیسے اور کب fit کرنی ہے۔ سائنس دانوں نے تو بس یہ قوانین قدرت بعد میں دریافت کئے ہیں اور اسی پر وہ فخر کرتے اور عالم کہلاتے ہیں حالانکہ ابھی بہت سارے ایسے ضابطے اور قوانین ہیں جو انسان کے علم سے کوسوں بلکہ شاید صدیوں دور ہیں۔ البتہ ان process کے بارے میں اگر بنانے والے نے اپنے کسی بندے کو بہت پہلے مطلع کر دیا تھا اور سائنس دانوں نے بعد میں اُس کی باتوں کو نہایت عرق ریزی سے اور نسلوں کی محنت کے بعد سچا ثابت کیا تو یقیناً وہ پہلے سے خبر دینے والا بندہ سچا ثابت ہوتا ہے اور وہ ہستی جس نے اسے یہ علم دیا اور اپنا وجود ثابت کیا وہ برحق ظاہر ہوتی ہے۔

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

(جاری ہے)

ہستی باری تعالیٰ

ہمارا خدا وہ خدا ہے

”ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا۔ یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ بلکہ وہ سنتا ہے اور بولتا بھی ہے، اس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہوگی۔ وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی بیوی نہیں وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں اور جس کا کوئی ہمتا نہیں جس کا کوئی ہم صفات نہیں اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں وہ قریب ہے باوجود دور ہونے کے۔ اور دُور ہے باوجود نزدیک ہونے کے۔...

وہ دیکھتا ہے بغیر جسمانی آنکھوں کے اور سنتا ہے بغیر جسمانی کانوں کے اور بولتا ہے بغیر جسمانی زبان کے۔ اسی طرح نیستی سے ہستی کرنا اُس کا کام ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ خواب کے نظارہ میں بغیر کسی مادہ کے ایک عالم پیدا کر دیتا ہے اور ہر ایک فانی اور معدوم کو موجود دکھلا دیتا ہے پس اسی طرح اس کی تمام قدرتیں ہیں۔ نادان ہے وہ جو اُس کی قدرتوں سے انکار کرے۔ اندھا ہے وہ جو اُس کی عمیق طاقتوں سے بے خبر ہے۔ وہ سب کچھ کرتا ہے اور کر سکتا ہے بغیر اُن امور کے جو اُس کی شان کے مخالف ہیں یا اُس کے مواعید کے برخلاف ہیں۔

اور وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور قدرتوں میں۔“

(”رسالہ الوصیت“ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309 تا 311)

[Registered No. 40.]

THE CIVIL & MILITARY GAZETTE

New Series No. 5338. LAHORE :—Saturday, April 7, 1894. VOL XVII

Sir Dennis Fitzpatrick will give a dinner party on Tuesday, the 10th, "to meet Sir Meredyth and Lady Plowden."

Sir Dennis Fitzpatrick has accepted a *nazar* of Rs. 250, presented by His Highness the Raja of Faridkot as a thanksgiving for His Honour's lucky escape in his late tonga accident. The money has been divided between the Mayo Hospital and the Lahore Poor House.

The Maharaja of Benares will call on the Lieutenant-Governor at 4-30 P. M. on the 9th instant, and His Honour will pay a return visit at 9 A. M. on the 10th. His Highness will stop in the Kapurthala House. The visits will be public ones with the usual ceremonies.

The eclipse was perfectly observed at Lahore yesterday between 7-30 and 9-30 A.M. While it lasted the sunlight was so much reduced as to remind one of the pleasant sunshine only of an English summer's day.

The orders of the Deputy Commissioner at Thanesar, issued at the suggestion of the Sanitary Commissioner, prohibiting all new arrivals from entering the town for the purpose

تفصیل کے لئے دیکھیں رسالہ کا صفحہ نمبر 84 بشکریہ ابو حمدان

Monthly

Muwāzna-e-Madhāhib

03

VOL. 14 ISSUE, 03 Aman - 1404 (HS) Ramadan March 2025

Editor: Mahfooz Ur Rehman

ISSN 2049 1131

اگر ہر بال ہو جائے سُخَن ور   تو پھر بھی ہے شکر اِمکاں سے باہر

امام جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رسالہ ''موازنۂ مذاہب'' کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا:

''ایک (نیا) رسالہ جاری کیا گیا...... تھا۔ یہ ماہانہ رسالہ ہے ''موازنۂ مذاہب'' جو یہاں یوکے سے چھپتا ہے اور اس میں بڑے اچھے علمی اور تحقیقی مضامین ہوتے ہیں۔ لوگوں کو بڑے پسند آ رہے ہیں، اس کی ضرورت تھی اور گو اس وقت اس کی تعداد کم ہے لیکن اس کے بارے میں مَیں کہنا چاہتا ہوں جو لوگ اردو پڑھنا جانتے ہیں اُن کو اس رسالہ کا خریدار بننا چاہیئے۔ اس میں کافی اچھے مضامین ہیں بلکہ بعض مضامین کے ترجمے کر کے ریویو آف ریلیجنز میں بھی شائع کئے جا رہے ہیں۔''

(دوسرے دن کا خطاب، جلسہ سالانہ یوکے 2012ء بحوالہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 9 اگست 2013ء صفحہ 2)

Publishers: Additional Wakalat Tasneef

Unit 3, Bourne Mill Business Park,
Guildford Road, Farnham, GU9 9PS, UK
Email: office@tasneef.co.uk